مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ

ماھنامہ مشکوۃ قادیان

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

جنوری۔فروری 2008ء

صلح،تبلیغ ۱۳۸۷ہجری شمسی

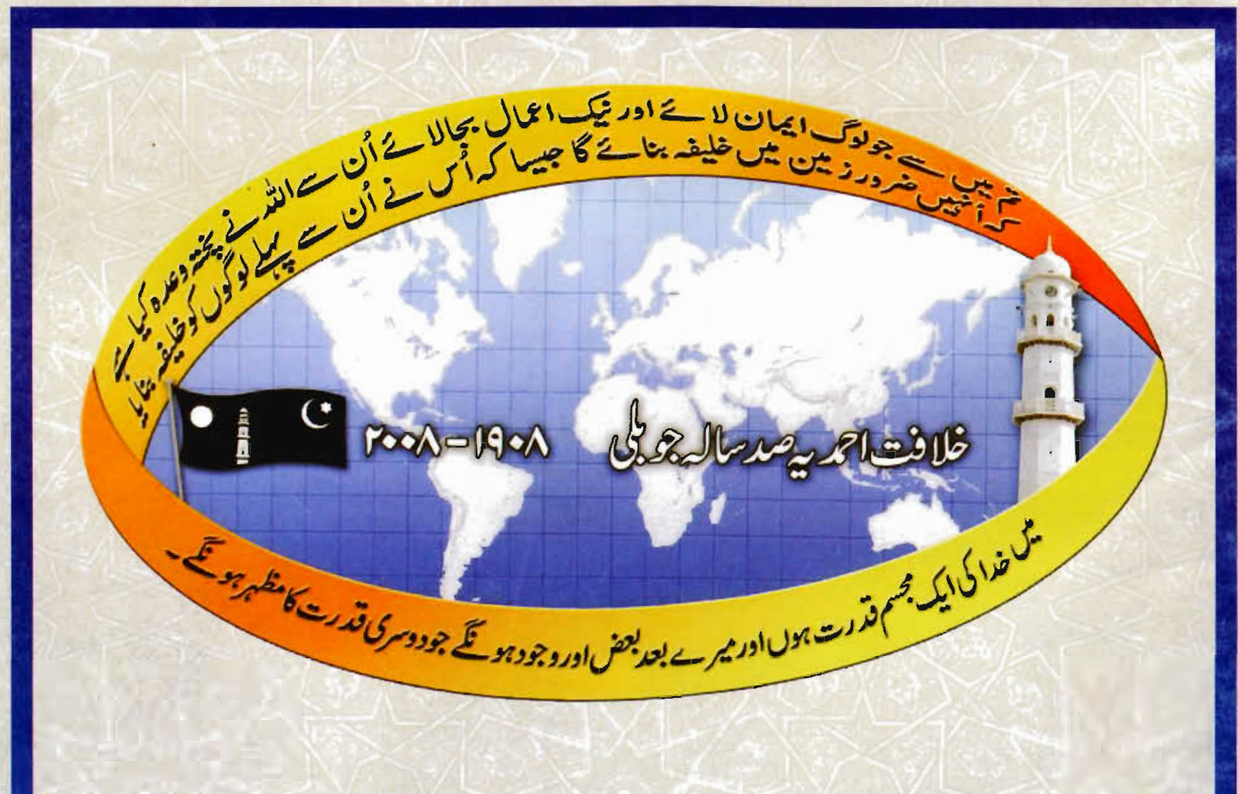

صد سالہ خلافت جوبلی کی خوشی میں ذیلی تنظیموں کے تحت لگائے گئے آئی کیمپ و ڈینٹل کیمپ کی جھلکیاں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ　　بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ　　وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

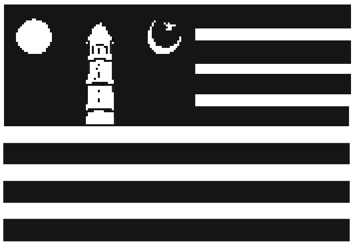

"قوموں کی اصلاح
نوجوانوں کی اصلاح کے
بغیر نہیں ہوسکتی"
(حضرت مصلح موعودؓ)

ماہنامہ **مشکوٰۃ** قادیان
مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

جلد 27. صلح،تبلیغ /1387 ھجری شمسی/ جنوری،فروری 2008ء شمارہ 2,1

ضیاپاشیاں

☆ آیات القرآن۔انفاخ النبی ﷺ	2
☆ من کلام الامام المھدی علیہ السلام	3
☆ از افاضات سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ	4
☆ اداریہ	5
☆ نظم	7
☆ نظامِ وصیّت کی عظمت اور اہمیّت	8
☆ اموال واولاد کے فتنوں سے حفاظت کا ذریعہ۔نظامِ وصیّت	15
☆ حبل اللہ اور نظامِ وصیّت	22
☆ تربیّت اولاد اور قرآن کریم	29
☆ اسلامی اذان کی فلاسفی	35
☆ حضرت مصلح موعودؓ کے کارہائے نمایاں۔ کوئز برائے اطفال	38
☆ حضرت مصلح موعودؓ کا ہوشیار پور میں پُرشوکت اعلان	43
☆ سرکلر از دفتر خدام الاحمدیّہ	44
☆ ملکی رپورٹیں	46
☆ وصایا 16641 تا 16658	48
☆ GREAT ACCOMPLISHMENTS OF MUSLEH MAU,UD	59
☆ THE INTRODUCTION OF THE BOOKS OF THE PROMISE MESSIHA	64

نگران : محترم محمد اسماعیل صاحب طاہر
صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

ایڈیٹر
عطاء المجیب لونؔ

نائبین
عطاء الٰہی احسن غوری، ڈاکٹر جاوید احمد، لقمان قادر بھٹی

منیجر : محمد نورالدین ناصر
مجلس ادارت : سیّد کلیم احمد تیماپوری، مبشر احمد خادم، نوید احمد فضل، کے.طارق احمد، مرید احمد ڈار، سیّد احیاء الدین۔
انٹرنیٹ ایڈیشن : تسنیم احمد فرخ
کمپوزنگ : سیّد اعجاز احمد
دفتری امور : راجا ظفر اللہ خان انسپکٹر ،مشتاق احمد خان
مقام اشاعت : دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

ای میل ایڈریس
mishkat_qadian@yahoo.com

انٹرنیٹ ایڈیشن
http://www.alislam.org/mishkat

سالانہ بدل اشتراک
اندرون ملک: 120 روپے بیرون ملک :30 امریکن $ یا متبادل کرنسی
قیمت فی پرچہ: 10 روپے

مضمون نگار حضرات کے افکار وخیالات سے رسالہ کا اتفاق ضروری نہیں ہے

Printed at Fazle Umar Printing Press Qadian and Issued from Office Majlis Khuddamul Ahmadiyya Qadian (Pb) by :
Munir Ahmad Hafizabadi M.A Printer & Publisher

آیات القرآن

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَ اَمْوالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ ط یُقَاتِلُوْنَ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَ یُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَیْہِ حَقًّا فِی التَّوْرٰاۃِ وَلْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْآنِ ط وَمَنْ اَوْفٰی بِعَھْدِہٖ مِنَ اللّٰہِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِکُمْ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِہٖ و وَذالِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُO (سورۃ التوبہ:۱۱۱)

یقیناً اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے اموال خرید لئے ہیں تاکہ اس کے بدلے میں اُنہیں جنت ملے۔ وہ اللہ کی راہ میں قتال کرتے ہیں پس وہ قتل کرتے ہیں اور قتل کئے جاتے ہیں۔ اُس کے ذمہ یہ پختہ وعدہ ہے جو تورات اور انجیل اور قرآن میں (بیان) ہے۔ اور اللہ سے بڑھکر کون اپنے عہد کو پورا کرنے والا ہے۔ پس تم اپنے اس سودے پر خوش ہو جاؤ جو تم نے اس کے ساتھ کیا ہے۔ اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

انفاخ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. السَّخِیُّ قَرِیْبٌ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی قَرِیْبٌ مِنَ النَّاسِ قَرِیْبٌ مِنَ الجَنَّۃِ بَعِیْدٌ مِنَ النَّارِ والبَخِیْلُ بَعِیْدٌ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی بَعِیْدٌ مِنَ النَّاسِ بَعِیْدٌ مِنَ الْجَنَّۃِ قَرِیْبٌ مِنَ النَّارِ والجَاھِلُ السَّخِیُّ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی مِنَ العَابِدِ البَخِیْلِ. (قشیریہ الجود وا السخاء)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سخی اللہ کے قریب ہوتا ہے لوگوں سے قریب ہوتا ہے اور جنت کے قریب ہوتا ہے اور دوزخ سے دور ہوتا ہے۔ اس کے برعکس بخیل اللہ تعالیٰ سے دور ہوتا ہے، لوگوں سے دور ہوتا ہے جنت سے دور ہوتا ہے لیکن دوزخ کے قریب ہوتا ہے۔ ان پڑھ سخی بخیل عابد سے اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہوتا ہے۔

عَن خُرَیْمِ ابْنِ فَاتِکِ رضی اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللّٰہُ علیہ وسلّم: مَنْ اَنْفَقَ نَفْقَۃً فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ کُتِبَ لَہَ سَبْعُمِائَۃِ ضِعْفٍ. (ترمذی باب فضل النفقۃ فِی سبیل اللہ)

حضرت خریم بن فاتکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرتا ہے اسے اس کے بدلے میں سات سو گنا زیادہ ثواب ملتا ہے۔

کلام الامام المہدی علیہ السلام

''ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اُس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ اُن برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں''

''اس جگہ ایک امر اور قابلِ تذکرہ ہے کہ جیسا کہ مَیں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ خدا نے مجھے میری وفات سے اطلاع دی ہے اور مجھے مخاطب کر کے میری زندگی کی نسبت فرمایا کہ بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں اور فرمایا کہ تمام حوادث اور عجائبات قدرت دکھلانے کے بعد تمہارا حادثہ آئے گا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ضرور ہے کہ میری وفات سے پہلے دنیا پر کچھ حوادث پڑیں اور کچھ عجائبات قدرت ظاہر ہوں تو دنیا ایک انقلاب کے لئے طیار ہو جائے اور اُس انقلاب کے بعد میری وفات ہو۔ اور مجھے ایک جگہ دکھلا دی گئی کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہوگی۔ ایک فرشتہ مَیں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے تب ایک مقام پر اُس نے پہنچ کر مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے۔ پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اُس کی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے۔ اور ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اُس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ اُن برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں تب سے ہمیشہ مجھے یہ فکر رہی کہ جماعت کے لئے ایک قطعہ زمین قبرستان کی غرض سے خریدا جائے۔ لیکن چونکہ موقعہ کی عمدہ زمینیں بہت قیمت سے ملتی تھیں اس لئے یہ غرض مدت دراز تک معرض التواء میں رہی۔ اب اخویم مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی وفات کے بعد جب کہ میری وفات کی نسبت بھی متواتر وحی الٰہی ہوئی۔ میں نے مناسب سمجھا کہ قبرستان کا جلدی انتظام کیا جائے اس لئے میں نے اپنی ملکیت کی زمین جو ہمارے باغ کے قریب ہے جس کی قیمت ہزار روپیہ سے کم نہیں اس کام کے لئے تجویز کی اور مَیں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اس کو بہشتی مقبرہ بنا دے اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کر لیا اور دُنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کے لئے ہو گئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ آمین یا ربّ العالمین۔

پھر میں دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر خدا اس زمین کو میری جماعت میں سے اُن پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقع تیرے لئے ہو چکے اور دنیا کی اغراض کی ملونی اُن کے کاروبار میں نہیں۔ آمین یا ربّ العالمین۔

پھر میں تیسری دفعہ دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر کریم اے خدائے غفور و رحیم تو صرف اُن لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدظنی اپنے اندر نہیں رکھتے اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے بجا لاتے ہیں اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کر چکے ہیں۔ جن سے تو راضی ہے اور جن کو تو جانتا ہے کہ وہ بکلی تیری محبت میں کھوئے گئے اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب اور انشراحِ ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں۔ آمین رب العالمین۔''

(الوصیت صفحہ: ۱۹ تا ۲۱)

ازافاضات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

’’اور یہ بھی جماعت کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک حقیر سا نذرانہ ہوگا جو جماعت خلافت کے سو سال پورے ہونے پر شکرانے کے طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر رہی ہوگی‘‘

’’میری یہ خواہش ہے کہ 2008ء میں جو خلافت کو قائم ہوئے انشاءاللہ تعالیٰ سو سال ہو جائیں گے تو دنیا کے ہر ملک میں ہر جماعت میں جو کمانے والے افراد ہیں جو چندہ دہندہیں ان میں سے کم از کم پچاس فیصد تو ایسے ہوں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس عظیم الشان نظام میں شامل ہو چکے ہوں اور روحانیت کو بڑھانے کے اور قربانیوں کے یہ اعلیٰ معیار قائم کرنے والے بن چکے ہوں۔ اور یہ بھی جماعت کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک حقیر سا نذرانہ ہوگا جو جماعت خلافت کے سو سال پورے ہونے پر شکرانے کے طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر رہی ہوگی۔ اور اس میں جیسا حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے ایسے لوگ شامل ہونے چاہئیں جو انجام بالخیر کی فکر کرنے والے وعبادت بجالانے والے ہیں۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے اس لئے خدام الاحمدیہ، انصار اللہ صف دوم جو ہے اور لجنہ اماء اللہ کو اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہئے کیونکہ ستر پچھتر سال کی عمر میں پہنچ کر جب قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے ہوں تو اس وقت وصیت تو بچا کھچا ہی ہے جو پیش کیا جاتا ہے اُمید ہے کہ احمدی نوجوان بھی اور خواتین بھی اس میں بھرپور کوشش کریں گے اور اس کے ساتھ ساتھ عورتوں کو میں خاص طور میں کہہ رہا ہوں کہ اپنے ساتھ اپنے خاوندوں اور بچوں کو اس عظیم انقلابی نظام میں شامل کرنے کی کوشش کریں۔‘‘ (خطاب حضور انور برموقعہ جلسہ سالانہ برطانیہ 2004ء)

’’یہ بھی یاد رکھیں کہ نظام وصیّت کا نظام خلافت کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی وفات کی خبروں پر جہاں جماعت کی تربیّت کی فکر پیدا ہوئی اور آپ نے مالی قربانی کا نظام جاری فرمایا وہاں آپ نے جماعت کو خوش خبری بھی دی کہ میری وفات کی خبروں سے غمگین مت ہو کیونکہ خدا تعالیٰ اس سلسلہ کو ضائع نہیں کرے گا بلکہ ایک دوسری قدرت کا ہاتھ سب کو تھام لے گا۔ آپ نے فرمایا:

’’تم میری اس بات سے ۔۔۔ غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔‘‘

پس رسالہ الوصیّت میں نظام خلافت کی پیشگوئی فرمانا یہ ثابت کرتا ہے کہ ان دو نظاموں کا آپس میں گہرا تعلق ہے اور جس طرح نظام وصیّت میں شامل ہو کر انسان تقویٰ کے اعلیٰ معیار اپنے اندر پیدا کر سکتا ہے اسی طرح خلافت احمدیہ کی اطاعت کا جُوا گردن پر رکھنے سے اس کی روحانی زندگی کی بقا ممکن ہے۔ مالی قربانی کا نظام بھی خلافت کے بابرکت سائے میں ہی مضبوط ہو سکتا ہے۔ پس جب تک خلافت قائم رہے گی جماعت کی مالی قربانیوں کے معیار بڑھتے رہیں گے اور دین بھی ترقی کریگا۔

پس میری یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان دونوں نظاموں سے وابستہ رکھے۔ جو ابھی نظام وصیّت میں شامل نہیں ہوئے اللہ تعالیٰ اُن کو بھی توفیق عطا فرمائے کہ وہ اس میں حصہ لیکر دینی اور دنیوی برکات سے مالا مال ہو سکیں۔‘‘

(پیغام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ مندرجہ الفضل انٹرنیشنل ۲۹ جولائی تا ۱۱ اگست ۲۰۰۵ء)

اداریہ :

وصیت کرنے کی اہمیت

وصیت کا نظام ایک آسمانی اور انقلابی نظام ہے اس امر میں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ بلا شبہ یہ نظام دنیاوی نظاموں سے افضل اور اعلیٰ ہے۔ اور تمام اقتصادی مسائل کا حل اسی کے اندر مضمر ہے۔ اور یہ حقیقت دنیا کے سامنے اُس وقت روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائیگی جب احمدیت کا ہر سو غلبہ ہو جائیگا اور وسیع پیمانے پر اس کا نفوذ ممکن ہوگا۔

دنیا میں بسنے والے کروڑوں احمدی اس حقیقت سے باخبر ہیں اور اسکی بنیادی وجہ یہ ہے کہ وہ جانتے ہیں کہ یہ نظام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے اِذن سے جاری فرمایا ہے۔ پس مامور من اللہ کی طرف سے قائم فرمودہ یہ نظام ہر لحاظ سے تفوق اور فضیلت اپنے اندر رکھتا ہے اور یقیناً حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا ضامن ہے۔ کثیر تعداد میں احباب جماعت اس الٰہی نظام میں شامل ہیں اور عظیم مالی قربانیوں کے نمونے دکھاتے ہوئے فرمان الٰہی "یقیناً اللہ نے مومنوں سے اُن کی جانیں اور اُن کے اموال خرید لئے ہیں تاکہ اس کے بدلے میں اُنہیں جنت ملے۔" کے مصداق بن رہے ہیں۔

اس عظیم الشان نظام میں شمولیت یقیناً ہر فرد جماعت کے لئے باعث برکت ہے۔ اور اس میں زیادہ سے زیادہ افراد جماعت کی شرکت جہاں خود اُن کی عظیم مالی قربانیوں کی ضامن ہے وہاں بحیثیت مجموعی جماعتی معیار روحانیت کی بھی عکاسی کرتی ہے۔ اسی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے ایک خطاب میں اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ صد سالہ خلافت جوبلی کے موقعہ پر ۵۰ فیصد چندہ دہندگان اس نظام وصیت میں شامل ہوں۔ اور صد سالہ جوبلی کی خوشی کے موقعہ پر ہم یہ تحفہ شکرانہ کے طور پر اللہ کے حضور پیش کریں۔

صد سالہ خلافت جوبلی کا سال شروع ہو چکا ہے اور 27 رمئی کا وہ تاریخی دن بھی اب زیادہ دور نہیں جس دن اللہ تعالیٰ نے خلافت کا عظیم الشان نظام جماعت احمدیہ میں قائم فرمایا۔ اس دن کی آمد سے قبل ہم میں سے ہر ایک کا یہ اوّلین فرض بنتا ہے کہ ہم اپنے آپ سے پوچھیں کہ خلیفہ وقت کی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے کیا ہم اس عظیم الشان نظام وصیت میں شامل ہو چکے ہیں؟ اگر نہیں تو یقیناً ہمارے لئے لمحۂ فکر یہ ہے۔ کیونکہ خلافت پر سو سال پورے ہونے کی ہم خوشی منا رہے ہوں اور خلیفہ وقت کی کسی بیان فرمودہ تحریک میں شامل ہونے سے باز ہوں تو ہماری خوشیوں میں کہیں نہ کہیں ہمیں کمی محسوس ہو رہی ہوگی۔ اگر اب بھی ہم اپنے دل کو ٹٹولیں تو ابھی سے ہمیں اس کا احساس پیدا ہوتا ہوا نظر آئیگا۔

بعض لوگ اس ربّانی نظام وصیت میں شامل ہونے سے اس لئے بھی باز رہتے ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں ایک خطیر رقم بطور چندہ وصیت ادا کرنی ہوگی۔ ایسے لوگوں کو اپنے اندر یہ سوچ پیدا کرنی چاہئے کہ ایک خطیر رقم کے بدلے جو ثواب ان کو ملے گا وہ بھی تو عظیم ہوگا۔ اُمراء کے لئے تو ویسے بھی کوئی رقم اللہ کے راستے میں دینا کسی تنگ حالی یا غربت یا افلاس کا باعث نہیں ہوگا۔ تنگ حالی اور افلاس کا خوف تو اُن کو ہونا چاہئے جو غریب اور مفلس ہیں۔ لیکن یہ مفلس اور غریب لوگ بعض دفعہ ایسا نمونہ دکھاتے ہیں جو ہر ایک کے لئے حوش رُبا ہوتا ہے۔

قادیان میں ایک درویش بزرگ تھے محترم شمس الدین صاحب مرحوم۔ موصوف بہت غریب اور مفلس تھے اوپر سے معزور بھی تھے۔ زبان میں لکنت تھی۔ ایک چھوٹی سی کوٹھری میں پڑے رہتے تھے۔ ذریعہ آمد کوئی بھی نہیں تھا اور گزارہ لوگوں کی عطاء پر تھا۔ ان حالات میں بھی موصوف نے

وصیت کی۔ جو کچھ ملتا تھا اسکو جمع کرتے تھے اور اس میں سے چندہ وصیت ادا کرتے تھے۔ بلکہ نظام وصیت کے شروع ہونے کے سال سے بھی پہلے کا چندہ دینا شروع کیا اور وفات کے کئی سال بعد تک چندہ اداء کیا۔ نظام وصیت میں 1919ء میں شامل ہوئے اور نظام وصیت 1905ء سے قائم تھا لیکن آپ نے 1901ء سے چندہ دینا شروع کیا۔ آپ کی وفات 1950ء میں ہوئی لیکن آپ نے 1990ء تک کا چندہ وصیت اپنی حیات میں ہی اداء کر دیا تھا۔

(بحوالہ وہ پھول جو مرجھا گئے صفحہ:۹۱،۹۲)

اس مذکورہ بالا نمونہ کو دیکھکر وصیت سے باز رہنے والوں کو ضرور inspire ہونا چاہئے۔ اور خلیفہ وقت کی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے اس انقلابی نظام میں شامل ہونا چاہئے۔ اور اس حدیث کو بھی پیش نظر رکھنا چاہئے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ''ہر روز صبح دو فرشتے اُترتے ہیں ایک کہتا ہے کہ اے اللہ! خرچ کرنے والے سخی کو اور دے اور اس کے نقشِ قدم پر چلنے والے اور پیدا کر۔ اور دوسرا کہتا ہے اے اللہ! روک رکھنے والے کنجوس کو ہلاکت دے اور اس کے مال کو برباد کر۔'' (بخاری کتاب الزکوٰۃ)

اس حدیث میں مذکور انذار سے اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ رکھے۔ ہم سب کو خلافت اور خلیفہ وقت سے محبت کرنے والا بنائے اور خلیفہ وقت کی ہر تحریک کو قبول کرتے ہوئے بلا چوں وچراں اور بغیر شش و پنج میں پڑے لبیک کہنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین ثم آمین (عطاء المجیب لون)

JMB Rice mill Pvt. Ltd.

At. Tisalpur, P.O. Rahanja, Bhadrak, Pin-756111
Ph. : 06784 - 250853 (O), 250420 (R)

''انسان کی ایک ایسی فطرت ہے کہ وہ خدا کی محبت اپنے اندر مخفی رکھتی ہے پس جب وہ محبت تزکیہ نفس سے بہت صاف ہو جاتی ہے اور مجاہدات کا صیقل اس کی کدورت کو دور کر دیتا ہے تو وہ محبت خدا کے نور کا پرتو حاصل کرنے کے لئے ایک مصفا آئینہ کا حکم رکھتی ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو جب مصفا آئینہ آفتاب کے سامنے رکھا جائے تو آفتاب کی روشنی اس میں بھر جاتی ہے۔'' (کلام امام الزمان)

معاف کرنا گر ہو غلطی درکلام

قادیان اب بن گیا عالی مقام کون پہلے جانتا تھا اِس کا نام
اب بنا مشہورِ عالم یہ مقام قادیان دارالامان دارالسلام
کر دیا پیدا خدانے وہ امام جس کا دعویٰ ہے محمدؐ کا غلام
پھر ہوا روشن یہاں سے اسلام جس کی تھی پہلے عرب میں دھوم دھام
درخشندہ احمدیت کا نظام قابلِ صد آفریں صد احترام
ہے مساجد میں درس کا انتظام ہوتی رہتی ہیں اذانیں صبح و شام
مہدی موعودِ عالم کامقام ذرہ ذرہ ہے یہاں کا گل اندام
قادیان کے بچے بوڑھے اور خدام سب عبادت میں دکھاتے ہیں دوام
ہاں بہشتی مقبرہ دارالقیام عابدوں پرہیزگاروں کا مقام
مومنوں درویش بندوں کا مقام اللہ کرے خیر ہو سب کا انجام
قادیان سے ہوتی ہے تبلیغ عام گر ہو آگے مصرو روما یا ہوشام
عاشقوں کا روز ہوتا اژدھام وردِ زبان ہے جن کی درود و سلام
دارالضیافت بھی کھلا ہے صبح و شام زائرین کا جس میں بنتا ہے طعام
میں نے خود رہکر گزارے چند ایام ہر طرف دیکھا ہے اعلیٰ انتظام
قادیان کا بچہ بچہ نیک نام دیکھ لینا پُر کشش شیریں کلام
تم پر رحمت قادیان دارالسلام ہر جگہ عرفان ہی عرفان عام
خوش خلق درویش احبابِ کرام کم گو اعلیٰ ذہن شیریں کلام
ہے محمدؐ پیشوا خیر الانام حق نے بخشا ہم کو اُس کا یہ غلام
عرض کر دی ہے حقیقت والسلام میرے دل میں اسکی عزت احترام

عرض کرتا ہے یہ عادلؔ ہوں غلام
معاف کرنا گر ہو غلطی درکلام

(الحاج ماسٹر نذیر احمد عادل، شورت کشمیر)

Prop. S. A. Quader
Ph. : (06784) 230088, 250853 (O)
252420 (R)
JYOTI
SAW MILL
Saw Mill Owner
&
Forest Contractor
Kuansh, Bhadrak, Orissa

Love For All Hatred For None
Nasir Shah (Prop.)
Gangtok, Sikkim
Watch Sales & Service
All kind of Electronics
Export & Import Goods &
V.C.D. and C.D. Players
are available here
Near Ahmadiyya Muslim Mission
Gangtok, Sikkim
Ph.: 03592-226107, 281920

نظام وصیت کی اہمیت وعظمت
''رسالہ الوصیت'' کی روشنی میں

(عطاء المجیب راشد-لندن)

امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نوے (۹۰) سے زائد تصانیف میں ''رسالہ الوصیت'' کو ایک بلند مقام اور نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ یہ کتاب دسمبر ۱۹۰۵ء کی تصنیف ہے۔ اس کتاب کی تصنیف کا فوری پس منظر وہ متعدد الہامات ہیں جو آپ کو بار بار ہوئے اور جن میں آپ پر یہ ظاہر کیا گیا کہ اب آپ کی وفات کا وقت قریب آ گیا ہے۔ دنیادار تو ایسی خبر ملنے پر گھبرا جاتے ہیں لیکن خدا کے پاس بندوں کا ردّعمل بالکل مختلف ہوتا ہے۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے اس موقع پر یہ عظیم الشان کتاب تصنیف فرمائی اور جماعت کو قرب وفات کے بارہ میں ہونے والے الہامات سے آگاہ کرتے ہوئے تسلی دی کہ اس خبر سے گھبرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہم ایک زندہ خدا پر ایمان رکھتے ہیں جو ہردم زندہ اور حی وقیوم ہے۔ ہاں آپ کی اور افراد جماعت کی طبعی فکرمندی کو دور کرنے کے لئے اور یہ بتانے کے لئے کہ مسیح پاک علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے مبعوث کیا ہے اور یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا لگایا ہوا ایک پودا ہے۔ جس نے بہر صورت آگے بڑھنا، ترقی پر ترقی کرنا اور بالآخر ساری دنیا پر روحانی طور پر غالب آنا ہے، خدائے قادر و توانا اور علیم وخبیر نے آپ کو دو عظیم الشان بشارتیں عطا فرمائیں۔ ایک بشارت کا تعلق آپ کے وصال کے بعد جماعت میں روحانی نظام قیادت یعنی خلافت کے قیام سے ہے جس کو آپ نے قدرت ثانیہ کے الفاظ میں بیان کیا۔ دوسری بشارت کا تعلق روحانی زندگی کی بقا اور ترقی کے لئے نظام وصیت کے قیام سے ہے۔ ہر دو عظیم الشان بشارتوں کی تفصیل اور متعلقہ امور کی وضاحت حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے کتاب ''الوصیت'' میں تحریر فرمائی ہے۔ یہ کتاب اگرچہ کتابی سائز کے صرف چالیس صفحات پر مشتمل ہے لیکن غیر معمولی شوکت والے بیانات سے بھری ہوئی ہے۔

اس مضمون میں یہ ارادہ کیا ہے، وباللہ التوفیق، کہ نظام وصیت کی اہمیت اور عظمت کے مضمون کو رسالہ الوصیت میں مندرجہ تحریرات کی روشنی میں کسی قدر اجاگر کیا جائے۔ حتی الوسع اسی ترتیب کے ساتھ جس طرح یہ بیانات کتاب میں درج ہیں:-

☆-کتاب کی بالکل ابتداء میں فرمایا:-

''مَیں نے مناسب سمجھا کہ اپنے دوستوں اور ان تمام لوگوں کے لئے جو میرے کلام سے فائدہ اٹھانا چاہیں چند نصائح لکھوں۔''

اس فقرہ سے پتہ لگتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے یہ کتاب بہت محبت بھرے دلی جذبات کے ساتھ بطور نصیحت لکھی ہے اور خاص طور پر وہ احباب جماعت مخاطب ہیں جن کو حضور علیہ السلام نے ''دوستوں'' کے پیار بھرے لفظ میں یاد فرمایا۔ گویا یہ محبت کرنے والے اور مسیح پاک علیہ السلام سے محبت کا دعویٰ کرنے والے کتاب کے اولین مخاطب ہیں اور پھر اس کتاب کے عمومی پیغام کا دائرہ دیگر لوگوں تک پھیلا ہوا ہے خواہ وہ لوگ جماعت کے ہوں یا غیر از جماعت ہوں۔

اس فقرہ سے حضور علیہ السلام نے ضمناً اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ حضور علیہ السلام کی تحریرات اور آپ کے کلام سے احباب کو ہمیشہ بھرپور استفادہ کی کوشش کرنی چاہئے۔ آپ کا کلام اور آپ کی تحریرات کوئی معمولی تحریرات نہیں ہیں۔ ایک دوسری جگہ آپ نے اپنی تحریرات کے بارہ میں یہ الفاظ خود تحریر فرمائے ہیں جو ہمیشہ ہر احمدی کو یاد رکھنے چاہئیں۔ فرمایا:-

''میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر مَیں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے۔'' (ازالہ اوہام صفحہ:۴۰۳)

☆-''پہلے مَیں اس مقدس وحی سے اطلاع دیتا ہوں جس نے میری موت کی خبر دے کر میرے لئے یہ تحریک پیدا کی۔''

اس فقرہ میں آپ نے کتاب کے لکھنے اور اس میں نصائح درج کرنے کے فوری پس منظر کا ذکر فرمایا ہے۔ آپ نے عربی اور اردو میں وحی الٰہی کا ذکر فرمایا ہے اور لکھا ہے کہ اسی مقدس وحی نے جہاں ایک طرف مجھے میری وفات کی خبر دی ہے (جس کی وجہ سے طبعاً ہر ایک کو فکر مندی ہوگی) اسی وحی کی وجہ سے میرے دل میں یہ تحریک ہوئی ہے کہ مَیں یہ نصائح لکھوں جن کی وجہ سے انہیں پڑھنے اور ان پر عمل کرنے والوں کے لئے غیر معمولی تسلی اور اطمینان قلب کی صورت پیدا ہوگی۔ گویا یہ سب کام اللہ تعالیٰ کی وحی کے تابع ہے، نظام خلافت کا قیام بھی اور نظام وصیت کا اجراء بھی۔

☆-''ہم کھلے کھلے نشان تیری تصدیق کے لئے ہمیشہ موجود رکھیں گے۔''

اس فقرہ سے پتہ لگتا ہے کہ یہ دونوں نظام جو اللہ تعالیٰ کی ایماء سے قائم ہوں گے نہ صرف خدا تعالیٰ کے نشانوں میں سے ہوں گے بلکہ ایسے کھلے کھلے نشانات ثابت ہوں گے کہ دنیا ہمیشہ ان کی عظمت کو دیکھتی رہے گی۔ اور ان نشانوں کا وجود کبھی منقطع نہیں ہوگا۔ نظام خلافت بھی اور نظام وصیت بھی ہمیشہ جاری رہیں گے۔ نیز یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ان ہر دو نشانات کا وجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو ثابت کرنے کا ذریعہ ہوگا۔ اور ان دونوں کے لئے مسیح پاک علیہ السلام کی سچائی مستقبل میں واضح تر ہوتی چلی جائے گی۔

☆- جماعت میں نظام خلافت کے قیام کی بشارت اور جماعت کی ترقیات کے نہایت ایمان افروز تذکرہ کے بعد الوصیت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ''ایک جگہ مجھے دکھائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا۔''

اس سے ایک تو یہ بات قطعی طور پر معلوم ہوتی ہے کہ نظام وصیت میں شامل ہونے والوں کے مدفن کا نام بہشتی مقبرہ ہے اور یہ نام الہامی ہے۔ اس جگہ حضور علیہ السلام نے جو طرز کلام اختیار فرمایا ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے یہ نام اس مقدس جگہ کے لئے عطا فرمایا ہے اور فرشتوں کی زبانی یہ نوید آپ کو عطا ہوئی۔

☆- اس بہشتی مقبرہ کے بارہ میں فرمایا:-

''ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔''

یہ فقرہ واضح کرتا ہے کہ یہ خبر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو دی گئی کہ اس میں جو برگزیدہ اور متقی لوگ دفن ہوں گے وہ اس زمرۂ ابرار میں شامل ہوں گے جن کے لئے جنتی کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ یہ مضمون حضور علیہ السلام کی اسی کتاب میں متعدد بار متنوع انداز میں بیان ہوا ہے اور ان سب کو یکجا نظر میں رکھنے سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ نظام وصیت کی شرائط، جو اللہ تعالیٰ کے ایماء پر حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے تحریر فرمائیں، کو پورا کرنے والے بہشتی اور جنتی لوگ ہی اس قابل بنائے جائیں گے کہ اس مقدس قبرستان میں تدفین کی سعادت اُن کو ملے۔ جو اس معیار پر پورا نہ اترے گا اور عنداللہ جنتی نہ ہوگا اس کی تدفین کی راہ میں خدائے قادر کی طرف سے کوئی نہ کوئی روک ڈال دی جائے گی۔

☆- نظام وصیت کے حوالہ سے قائم ہونے والے بہشتی مقبرہ کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے تین بار بڑی ہی پر معارف دلی دعائیں اس کے لئے کی ہیں۔ پہلی بار دعا کے الفاظ یہ ہیں:-

''مَیں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اس کو بہشتی مقبرہ بنا دے۔ اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کر لیا اور دنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کے لئے ہو گئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ آمین یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ۔''

اس دعا میں حضور علیہ السلام نے بہشتی مقبرہ کے بابرکت ہونے اور واقعی بہشتی مقبرہ بنائے جانے کی بھی دعا کی ہے۔ اور یہ بھی کہ یہ جماعت کے پاک دل لوگوں کی خواب گاہ ہو۔ پاک دل لوگوں کی صفات کا بھی ساتھ ہی ذکر فرما دیا ہے تا یہ سب باتیں ہر موصی پر خوب واضح رہیں اور وہ صرف

وصیت کرنے پر ہی اکتفا نہ کرے بلکہ ان سب اوصاف کو واقعی طور پر اپنے اندر پیدا کرنے کی ہمیشہ کوشش کرتا رہے۔

☆-دوسری بار کی دعا کے الفاظ حسب ذیل ہیں:-

''مَیں پھر دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر خدا اس زمین کو میری جماعت میں سے اُن پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقع تیرے لئے ہو چکے اور دنیا کی اغراض کی ملونی اُن کے کاروبار میں نہیں۔ آمین یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ۔

اس دعا میں حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے اپنی محبت بھری دعا میں چند اوصاف کا ذکر فرمایا ہے تا یہ امر پوری طرح ذہن نشین رہے کہ کون سی صفات حسنہ ہیں جن کا حامل حقیقت میں ان دعاؤں کا وارث ہوگا۔ پاک دل ہونے کا ذکر اس دعا میں دوسری بار آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے نزدیک نظام وصیت میں شمولیت کے لئے یہ ایک بنیادی شرط ہے اور ایک سچے موصی کا یہ بنیادی وصف ہے کہ وہ واقعی ایک پاک دل انسان بن جائے۔

☆-تیسری بار حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی دعا کے الفاظ یہ ہیں:-

''پھر مَیں تیسری دفعہ دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر کریم! اے خدائے غفور و رحیم! تو صرف ان لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدظنی اپنے اندر نہیں رکھتے اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے بجا لاتے ہیں۔ اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کر چکے ہیں۔ جن سے تو راضی ہے اور جن کو تو جانتا ہے کہ بکلی تیری محبت میں کھوئے گئے اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب اور انشراحی ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں۔ آمین یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ۔''

اس تیسری بار کی پُر درد دعا میں بھی چند غیر معمولی اوصاف کا ذکر ہے جو ایک موصی کو صحیح معنوں میں عنداللہ موصی بنانے کے لئے از بس لازم ہیں۔ ان اوصاف پر یکجائی طور پر نظر کی جائے تو یہ امر خوب نکھر کر سامنے آتا ہے کہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے جن پاک دل لوگوں کا ذکر پہلی دو دعاؤں میں فرمایا ہے یہ سب اوصاف گویا نیک دلی کے بلند مقام تک پہنچنے کے زینے ہیں اور ان راہوں سے گزرے بغیر نفس کو پاک کرنے کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔

یہ امر بھی خاص طور پر قابل توجہ ہے کہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے بہشتی مقبرہ کے حوالہ سے اس میں دفن ہونے والے خوش نصیبوں کے لئے تین بار بڑے درد اور الحاح سے دعائیں کی ہیں اور یہ بات اپنی ذات میں ایک غیر معمولی بات ہے جو سارے نظام وصیت کی عظمت اور اہمیت پر روشنی ڈالتی ہے۔ تینوں بار دعا کے آخر پر آمین یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ کے الفاظ بڑے اہتمام سے درج ہیں۔ یہ بھی ایک خاص بات ہے جو یہ اشارہ بھی کرتی ہے کہ وصیت کا سارا نظام رب العالمین کے اشارہ اور ایماء پر جاری ہوا اور اسی رب العالمین کے حضور عاجزانہ دعاؤں سے اس کی بنیادوں کو استوار کیا جا رہا ہے۔

ان تین بار کی دعاؤں پر اس پہلو سے بھی نظر کرنی چاہئے کہ ان میں مسیح پاک علیہ السلام نے ان اوصاف کا ذکر فرمایا ہے جو آپ ایک موصی میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ جو دراصل وصیت کے استحقاق کی شرط کے طور پر ہیں۔ اگر ابتداء میں یہ اوصاف کسی موصی میں نہ بھی ہوں تو اسے یہ پیغام خوب اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے کہ یہ وہ صفات ہیں جو اسے اپنے ماٹو کے طور پر یاد رکھنی چاہئیں اور دیانتداری کے ساتھ یہ سب اوصاف اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

☆-بہشتی مقبرہ کے بارہ میں آپؑ نے فرمایا:-

''اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا ہے کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ 'اُنْزِلَ فِیْهَا کُلُّ رَحْمَةٍ' یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں۔''

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بہشتی مقبرہ کا نام خود خدا تعالیٰ نے رکھا ہے اور ''بڑی بھاری بشارتیں'' اس سلسلہ میں آپ کو عطا ہوئی ہیں۔ اور ''ہر ایک

قسم کی رحمت' اس میں اتاری گئی ہے۔ یہ سب امور اس بہشتی مقبرہ کے بلند و بالا مقام اور اس کے مہبط انوار ہونے کا قطعی ثبوت ہیں۔ اس کی عظمت کے گواہ ہیں۔ اسی وجہ سے مزید تحریر فرمایا کہ آپ نے وحی خفی کے نتیجہ میں اس مقدس قبرستان۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین کے لئے تین بنیادی شرائط مقرر فرمائیں۔

(۱) شرط اوّل کے طور پر کچھ مالی ادائیگی جو گویا انفاق فی سبیل اللہ کا فوری اور پہلا زینہ ہے۔

(۲) ترکہ کے دسویں حصہ کی ادائیگی کی وصیت جو انفاق فی سبیل اللہ کا ایک امتیازی زینہ ہے۔

(۳) تیسری شرط یہ بیان فرمائی کہ دفن ہونے والا متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو۔ سچا اور صاف مسلمان ہو۔ یہ شرط سب سے اہم اور موصی کی ساری زندگی سے تعلق رکھتی ہے۔

☆- نظام وصیت کے بارہ میں فرمایا:-

''یہ مت خیال کرو کہ یہ صرف دور از قیاس باتیں ہیں۔ یہ اس قادر کا ارادہ ہے جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے۔''

ان زوردار اور متحدیانہ الفاظ سے نظام وصیت کی عظمت و شوکت کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ اس مقدس نظام کی بنیاد رکھتے وقت یہ الفاظ مسیح پاک علیہ السلام کے قلم مبارک سے نکلے اور آج سو سال پورے ہونے پر بالخصوص خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں نظام وصیت کی عالمگیر وسعت کو دیکھ کر دل اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء سے بھر جاتا ہے۔

☆- نظام وصیت کی عظمت اور افادیت جاننے کے لئے یہ فقرہ بھی قابل توجہ ہے۔

''اس وصیت کے لکھنے میں جس کا مال دائمی مدد دینے والا ہوگا اس کا دائمی ثواب ہوگا اور خیرات جاریہ کے حکم میں ہوگا۔''

اس ارشاد میں ہر موصی کے لئے یہ زبردست نوید ہے کہ وہ دائمی ثواب کا مستحق ہوگا اور اسکی یہ مالی قربانی ایسی ہوگی کہ اس کے کے مرنے کے بعد بھی اس کے ایصال ثواب کا موجب ہوگی اور صدقہ جاریہ کے طور پر اس کا فیض کبھی ختم نہ ہوگا۔

☆- نظام وصیت کے نتیجہ میں قائم ہونے والے بہشتی مقبرہ کے بارہ میں فرمایا:-

''خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہوں۔ تا آئندہ کی نسلیں ایک ہی جگہ ان کو دیکھ کر اپنا ایمان تازہ کریں۔ اور تا اُن کے کارنامے یعنی جو خدا کے لئے انہوں نے دینی کام کئے ہمیشہ کے لئے قوم پر ظاہر ہوں۔''

یہ پُر معارف فقرہ بہشتی مقبرہ کے قیام کے عالی مقصد کو خوب واضح کرتا ہے۔ ہر موصی کو کامل الایمان بننے کی دعوت دینے والا یہ فقرہ اسے یہ خوشخبری سناتا ہے کہ بہشتی مقبرہ میں تدفین کے ذریعہ اس کا وجود آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے نیکی کی تحریک کا موجب بن جائے گا۔ اور اس طرح اس کے نیک نمونہ کو دیکھ کر نیکی کی توفیق پانے والے اس کے لئے دعا گو ہوں گے اور وہ مرحوم موصی اَلدَّالُ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِهٖ کے مطابق مرنے کے بعد بھی عنداللہ اجر و ثواب پاتا رہے گا۔

☆- حضرت مسیح پاک علیہ السلام کا ایک اور پیارا دعائیہ فقرہ ملاحظہ ہو:-

''بالآخر ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس کام میں ہر ایک مخلص کو مدد دے اور ایمانی جوش ان میں پیدا کرے اور ان کا خاتمہ بالخیر کرے۔ آمین۔''

عجز و انکسار کے پیکر حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے قلم مبارک سے اپنے بارہ میں ''ہم'' کا لفظ بہت ہی منفرد مثال ہے۔ ظاہر ہے کہ اس لفظ کے استعمال کے پیچھے آپ کی اپنی ذات نہیں بلکہ آپ کے قلب اطہر میں اس قادر وتوانا خدا کا خیال ہے جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے اور جس کے ارادہ اور اذن سے یہ عظیم الشان نظام وصیت جاری ہو رہا تھا جیسا کہ اوپر کے ایک حوالہ میں ذکر ہو چکا ہے۔

اس ایک فقرہ میں مسیح پاک علیہ السلام نے کس خوبی اور کمال محبت سے

ہر موصی کو تین نہایت جامع دعاؤں کی دولت سے مالا مال کر دیا ہے۔ خدا یہ دولت ہر موصی کو عطا فرماتا رہے۔

☆۔بہشتی مقبرہ کے بارہ میں آپؑ نے فرمایا:۔

''کوئی نادان اس قبرستان اور اس کے انتظام کو بدعت میں داخل نہ سمجھے کیونکہ یہ انتظام حسب وحی الٰہی ہے اور انسان کا اس میں دخل نہیں۔''

یہ جامع فقرہ ہر نادان کے اس شک اور بدظنی کو دور کرنے کے لئے بہت کافی ہے کہ یہ سارا نظام کسی ذاتی غرض، ارتکاز دولت یا دین میں اختراع اور بدعت کے طور پر جاری کیا گیا ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ یہ سارا نظام وحی الٰہی پر مبنی ہے اور کسی انسانی سوچ یا منصوبہ کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ اس بات کا مزید ثبوت یہ ہے کہ بہشتی مقبرہ میں تدفین کے لئے مسیح پاک علیہ السلام کی بیان فرمودہ تیسری شرط میں یہ ذکر ہے کہ دفن ہونے والا کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو۔ ظاہر ہے کہ بدعتی عمل کرنے والے کو رد کرنے والا نظام خود بدعت پر مبنی کیسے ہو سکتا ہے؟

☆۔بہشتی مقبرہ کے بارہ میں یہ بنیادی فقرہ بھی خاص توجہ کے لائق ہے:۔

''کوئی یہ خیال نہ کرے کہ صرف اس قبرستان میں داخل ہونے سے کوئی بہشتی کیونکر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ زمین کسی کو بہشتی کر دے گی۔ بلکہ خدا کے کلام کا یہ مطلب ہے کہ صرف بہشتی ہی اس میں دفن کیا جائے گا۔''

ایک اور پہلو سے دیکھا جائے تو یہ فقرہ ایک موصی کو ہر لحہ بیدار کرنے کے لئے بہت کافی ہے کہ وہ وصیت کی جملہ شرائط کو ہمیشہ مدنظر رکھتے ہوئے اس کے مطابق زندگی بسر کرے اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے وہ یہ مقام حاصل کر لے کہ عنداللہ بہشتی قرار پائے تبھی وہ بہشتی مقبرہ میں تدفین کی سعادت حاصل کر سکے گا۔

☆۔شرائط تدفین کے بارہ میں فرمایا:

''ضروری ہوگا کہ ایسا وصیت کرنے والا جہاں تک اس کے لئے ممکن ہے پابند احکام اسلام ہو۔ اور تقویٰ اور طہارت کے امور میں کوشش کرنے والا ہو۔ اور مسلمان خدا کو ایک جاننے والا اور اس کے رسول پر سچا ایمان لانے والا ہو۔ اور نیز حقوق عباد غصب کرنے والا نہ ہو۔''

یہ فقرہ بھی بہت بنیادی اہمیت کا حامل ہے اور ہمیشہ ہر موصی کی نظروں کے سامنے رہنا چاہئے۔ یہ وہ امور ہیں جن سے ہر انسان اپنے اعمال کا محاسبہ کر سکتا ہے۔

☆۔ نظام وصیت کے ذریعہ جمع ہونے والے اموال کا مصرف کیا ہوگا؟ فرمایا:۔

''انجمن جس کے ہاتھ میں ایسا روپیہ ہوگا اسکو اختیار نہیں ہوگا کہ بجز اغراض سلسلہ احمدیہ کے کسی اور جگہ وہ روپیہ خرچ کرے۔ اور ان اغراض میں سے سب سے مقدّم اشاعتِ اسلام ہوگی۔''

اس ایک فقرہ میں سارے نظام وصیت کی بنیادی غرض بہت خوبصورتی سے بیان کر دی گئی ہے۔ یہ سلسلہ محض اموال کے جمع کرنے کی خاطر نہیں جیسا کہ بعض نادان سمجھ سکتے ہیں بلکہ صرف اور صرف ان اغراض عالیہ کے لئے ہے جو اس سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ہیں۔ اور یہ بیان کرنے کے ساتھ ہی وضاحت فرما دی کہ ان اغراض میں سب سے مقدم اشاعت اسلام ہے۔ اس سے ضمناً یہ وضاحت بھی ہو گئی کہ سلسلہ کی اغراض اور اشاعت اسلام میں باہم کوئی فرق نہیں۔ یہ دراصل ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ دوسرے یہ واضح ہوا کہ وصیتی مالوں کا بہترین مصرف اشاعت اسلام ہے۔

☆۔ نظام وصیت کے سلسلہ میں یہ فقرہ بھی خاص توجہ کے لائق ہے:۔

''اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ کی خاص وحی سے ردّ کیا جائے تو گو وہ وصیتی مال بھی پیش کرے تاہم اس قبرستان میں داخل نہیں ہوگا۔''

اس فقرہ سے ایک بار پھر اس امر کی وضاحت ہوتی ہے کہ نظام وصیت کا مقصد ارتکاز دولت نہیں ہے اور نہ ہی محض دولت کے بل بوتے پر کوئی شخص اس مبارک بہشتی مقبرہ میں داخل ہونے کا استحقاق حاصل کر سکتا ہے۔ اصل

اور بنیادی شرط تقویٰ کا اعلیٰ معیار ہے۔ چونکہ یہ سارا نظام وصیت دراصل وحی الٰہی پر مبنی ہے اس لئے اگر وحی الٰہی سے کوئی شخص رڈ کیا جائے تو وہ کسی صورت میں اس نظام کا حصہ نہیں بن سکتا خواہ وہ کتنا بھی مال پیش کرے۔

☆-اس سارے نظام وصیت سے خدا تعالیٰ کیا چاہتا ہے؟ فرمایا:-

''اور ہم خود محسوس کرتے ہیں کہ جو لوگ اس الٰہی انتظام پر اطلاع پا کر بلا توقف اس فکر میں پڑتے ہیں کہ دسواں حصہ کل جائیداد کا خدا کی راہ میں دیں بلکہ اس سے زیادہ اپنا جوش دکھلاتے ہیں وہ اپنی ایمانداری پر مہر لگا دیتے ہیں۔''

یہ فقرہ ہر احمدی کو بہت مستعد اور بیدار کرنے والا ہے۔ واضح طور پر فرمایا کہ نظام وصیت کے قیام کا مقصد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ مومن اور منافق میں ایک امتیاز قائم کر کے دکھاوے۔ گویا اس کو سچے احمدیوں کے ایمان کا ایک معیار قرار دیا ہے اور ایک مخلص احمدی کی شان یہ ہے کہ وہ اس الٰہی انتظام کی اطلاع پانے کے بعد اس میں شمولیت سے پیچھے نہ رہے بلکہ فرمایا کہ جو احمدی فوراً اس میں شامل ہو جائیں گے وہ اپنے عمل کے ساتھ اپنی ایمانداری کا ثبوت دیں گے۔ اس پُر زور تاکیدی فقرہ کو پڑھ کر ہر احمدی کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ اس کا شمار کن لوگوں میں ہے۔

☆-اسی مضمون کو ایک دوسرے پیرایہ میں یوں بیان فرمایا:-

''وہ ہر ایک زمانہ میں چاہتا ہے کہ خبیث اور طیب میں فرق کر کے دکھلاوے اس لئے اب بھی اس نے ایسا ہی کیا۔''

اس فقرہ سے واضح فرمایا گیا ہے کہ نظام وصیت اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک امتحان کے طور پر ہے۔ جو اس امتحان پر پورے اتریں گے وہی اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں سچے مومن ہوں گے۔ وہی طیب قرار پائیں گے جن کو اللہ تعالیٰ اپنے پیار سے نوازتا ہے۔ یہ زوردار فقرہ بھی ایک سچے احمدی کو اس بابرکت نظام میں شمولیت پر آمادہ کرنے کے لئے بہت کافی ہونا چاہئے۔

☆-حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بابرکت نظام وصیت میں شمولیت کے بارہ میں بار بار تاکیدی اظہار فرمایا ہے۔ ایک موقع پر فرمایا:-

''ہم خود محسوس کرتے ہیں کہ اس وقت کے امتحان سے بھی اعلیٰ درجہ کے مخلص جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کیا ہے، دوسرے لوگوں سے ممتاز ہو جائیں گے۔ اور ثابت ہو جائے گا کہ بیعت کا اقرار انہوں نے پورا کر کے دکھلا دیا اور اپنا صدق ظاہر کر دیا۔ بے شک یہ انتظام منافقوں پر بہت گراں گزرے گا اور اس سے اُن کی پردہ دری ہوگی۔''

نظام وصیت کو اس وقت کا امتحان قرار دیتے ہوئے بالکل واضح الفاظ میں فرمایا ہے کہ اس نظام میں شامل ہونے والے ہی درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں گے۔ یہی امر ان کے عہد بیعت کی سچائی کا بھی گواہ ہوگا۔ اور پھر بہت ہی واضح اور دوٹوک الفاظ میں فرمایا کہ اس ایک امتحان سے منافقوں کی منافقت خوب کھل کر سامنے آجائے گی اور اس طرح ہر شخص ان کو خوب جان لے گا۔ مجھے یقین ہے کہ اس فقرہ کو توجہ سے پڑھنے کے بعد کوئی مخلص احمدی اس بابرکت نظام سے باہر نہیں رہ سکتا۔

☆-اور وہ مخلص جو امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس نظام وصیت میں شامل ہو جائیں گے ان کو کیا انعامات ملیں گے۔ اس سلسلہ میں فرمایا:-

''اس کام میں سبقت دکھلانے والے راستبازوں میں شمار کئے جائیں گے اور ابد تک خدا تعالیٰ کی ان پر رحمتیں ہوں گی۔''

اور مزید فرمایا کہ ایسے لوگ حقیقی طور پر تارک الدنیا ہوں گے جو:-

''یہ ثابت کر دیں گے کہ کس طرح انہوں نے میرے حکم کی تعمیل کی۔ خدا کے نزدیک مومن وہی ہیں اور اسکے دفتر میں سابقین اولین لکھے جائیں گے۔''

یہ الفاظ اس قدر انعامات اور بشارات کی نوید پر مشتمل ہیں کہ سست سے سست احمدی کو بھی فوراً بیدار اور مستعد ہو جانا چاہئے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کو پانے کے لئے فی الفور اس بابرکت نظام میں شامل ہو جانا چاہئے۔ اس وقت کی غفلت بہت ہی بڑے گھاٹے کا سودا ہوگی۔

☆-اس نظام میں شمولیت کی برکات کا بہت ہی مختصر الفاظ میں ذکر

کرتے ہوئے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس نظام کا حصہ بنو گے تو

''بہشتی زندگی پاؤ گے۔''

گویا یہ حرف آخرت میں بہشت پانے یا دیئے جانے کا وعدہ اور سودا نہیں ہے بلکہ اس نظام میں شمولیت کے ذریعہ تو دم نقد اسی دنیا میں بہشتی زندگی ان لوگوں کو مل جائے گی اور قرآن مجید ہمیں بتاتا ہے کہ اگر کسی کو اس زندگی میں جنت کی حلاوت نصیب نہ ہوئی تو وہ آخرت میں بھی اس نعمت سے بے بہرہ اٹھایا جائے گا۔ کیا کوئی ایسا شخص ہو سکتا ہے جو یہ سب کچھ جاننے کے باوجود اس دنیا میں ہی بہشتی زندگی پانے کا خواہاں نہ ہو۔ کون سا ایسا بدبخت ہوگا جو اس نعمت سے محروم رہنا پسند کرے گا۔ خدا کرے کہ کوئی بھی ایسا نہ ہو۔

☆۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے ہر ممکن طور پر نظام وصیت کی برکت اور اہمیت واضح کرنے کے ساتھ اس میں شمولیت کی تاکید فرمائی اور اس نصیحت کا پورا پورا حق ادا کر دیا۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ آپ نے یہ سب کچھ انتہائی درد اور محبت سے بیان فرمایا اور کتاب کا آخری فقرہ یوں تحریر فرمایا:۔

''بہتیرے ایسے ہیں کہ وہ دنیا سے محبت کرکے میرے حکم کو ٹال دیں گے مگر بہت جلد دنیا سے جدا کئے جائیں گے تب آخری وقت میں کہیں گے۔ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ. (یٰسٓ:۵۳) وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی۔''

کتنے کرب اور دکھ کا اظہار ہے ان لوگوں پر جو امام الزمان کے دست مبارک پر بیعت کا عہد کرنے کے باوجود اس کے اس تاکیدی حکم کو ٹال دیں گے۔ خدا کرے کہ کوئی احمدی ایسا بدقسمت نہ نکلے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے منشائے مبارک سمجھتے ہوئے اس بابرکت نظام وصیت میں شمولیت کی توفیق اور سعادت عطا فرمائے۔ آمین

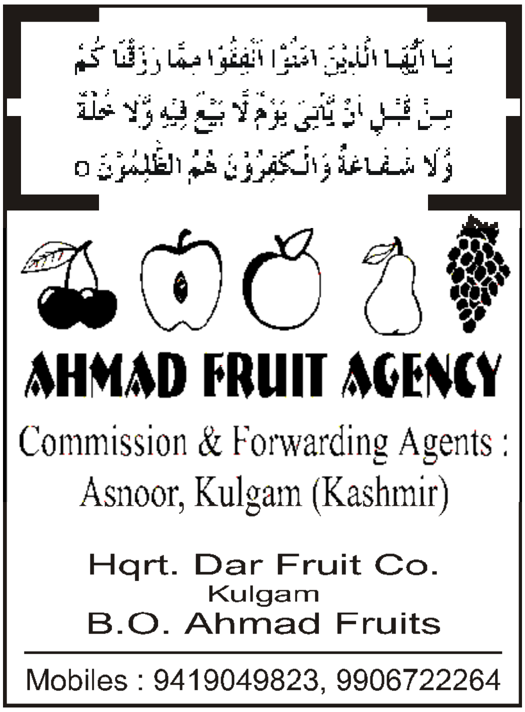

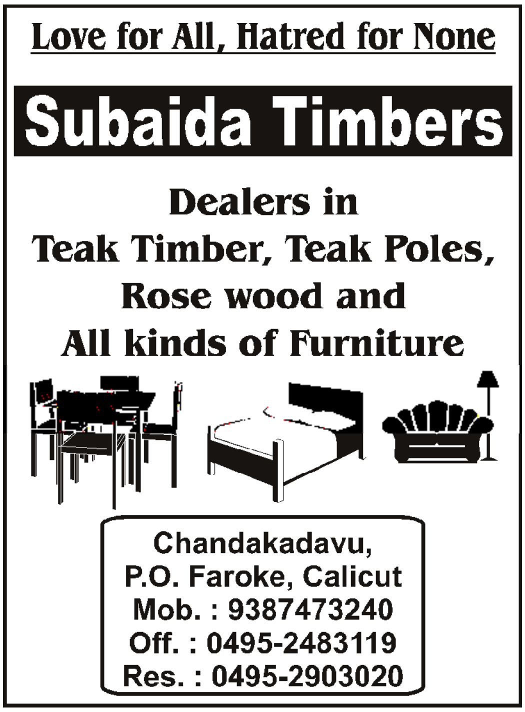

اموال واولاد کے فتنوں سے حفاظت اور اصلاح نفس کا ایک زبردست ذریعہ۔ نظام وصیت میں شمولیت

(سلطان محمود انور، ناظر خدمت درویشاں، ربوہ)

جماعت احمدیہ کی بنیاد الٰہی حکم کے تحت سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام نے ۱۸۸۹ء میں رکھی تھی۔ اور نظام وصیت کی بنیاد بھی اللہ تعالیٰ کی ہی راہنمائی میں ۱۹۰۵ء میں رکھی۔ نظام وصیت کی روح یہ ہے کہ احمدی افراد کو اُن ممکنہ فتنوں اور ابتلاؤں سے جہاں اس زندگی میں تحفظ نصیب ہو وہاں اُخروی زندگی میں خدا تعالیٰ کی رضا، پیار اور بخشش کے ٹھنڈے سایوں میں پناہ نصیب ہو۔ اس لحاظ سے نظام وصیت ایک موصی کو دونوں زندگیوں میں بھلائی، برکت اور فلاح سے ہمکنار کرنے والا حتمی نظام ہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ: وصیت کی اہمیت واضح کرتے ہوئے جب ایک احمدی کو وصیت کرنے کی تحریک کی جاتی ہے تو بعض افراد پورے اخلاص سے یہ عذر یا مجبوری پیش کرتے ہوئے وصیت کرنے سے گریز کرتے ہیں کہ جو اخلاص، تقویٰ اور قلبی فدائیت وصیت کے لئے ضروری ہے فی الوقت ہم اُس سے محروم ہیں۔ اس لئے وصیت کے اعلیٰ معیار پر پورے اُترنے سے قاصر ہیں اور بایں وجہ وصیت نہیں کر سکتے۔

یہ عذر بظاہر نیک جذبات کے تحت اختیار کیا جاتا ہے لیکن اگر اس عذر پر پوری طرح غور کیا جائے تو اس میں معقولیت نہیں پائی جاتی۔ کیونکہ وصیت تو ایک موصی کو ادنیٰ حالت سے اعلیٰ حالت تقویٰ اور فدائیت کی طرف لے جانے والا الٰہی نظام ہے۔ اگر وصیت کرنے سے قبل ہی کوئی شخص تقویٰ کے اعلیٰ معیاروں تک رسائی حاصل کر سکتا ہے تو وصیت کے نظام میں شمولیت سے اُسکو کیا حاصل ہوگا۔ جب کہ ایک شخص میں کوئی نہ کوئی کمی یا خامی بلکہ خامیاں ایسی ہوسکتی ہیں جو اُس کے خیال میں وصیت کرنے میں مانع ہیں۔ لیکن وصیت چونکہ انسان کی اصلاح اور تقویٰ کا حتمی ذریعہ ہے اس لئے اپنی کمزوریوں اور خامیوں کا تصور کر کے وصیت سے گریز یا اجتناب کرنے کی بجائے وصیت جلد کرنا لازمی ٹھہرتا ہے۔

اس کی ظاہری مثال یہ ٹھہرتی ہے کہ جب انسان میں جسمانی طور پر کوئی بیماری، خرابی یا درد کی کیفیت ہو تو وہی وقت اس کے معالج کے پاس پہنچنے اور مناسب علاج کروانے کا ہوتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص بیماری یا کمزوری کا احساس بلکہ اقرار کر کے یہ نتیجہ نکال لے کہ ابھی میری صحت ٹھیک نہیں، جب صحت بحال ہو جائے گی تو میں معالج کے پاس علاج کے لئے جاؤں گا تو ہر شخص ایسی سوچ کو ناقص، غلط بلکہ اُلٹی سوچ قرار دے گا۔

پس ایسے افراد جو نیک نیتی سے اپنی دینی اور روحانی کمزوری کے باعث وصیت کرنے سے گریز کرتے ہیں انہیں اگر فی الواقعہ اپنی اصلاح اور روحانی ترقی مطلوب ہے تو بلا تاخیر اُنہیں اس الٰہی نظام وصیت میں شمولیت کرنی چاہئے۔ کیونکہ وصیت تو نظام ہی اصلاح نفس کا ہے۔ حقیقی اصلاح اُس میں شمولیت کے بعد ہی نصیب ہوگی۔ اُس سے باہر رہ کر اور شمولیت سے گریز کر کے کوئی کیونکر اپنی اصلاح کر سکتا ہے۔

''وصیت ایسی چیز ہے جو یقینی طور پر خدا کا مقرب ہونا ظاہر کرتی ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ اگر کسی شخص میں کچھ کمزوریاں بھی پائی جاتی ہوں تو جب وہ وصیت کرے۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے اس وعدہ کے مطابق کہ بہشتی مقبرہ میں صرف جنتی ہی مدفون ہوں گے اُس کے اعمال کو درست کر دیتا ہے۔ پس وصیت اصلاح نفس کا زبردست ذریعہ ہے کیونکہ جو بھی وصیت کرے گا اگر وہ ایک وقت میں جنتی نہیں تو بھی وہ جنتی بنا دیا جائے گا۔''

ہر انسان کو اپنی زندگی میں دو ابتلاؤں سے مستقلاً واسطہ پڑتا ہے۔ اکثر لوگ ان دو امتحانوں میں اپنے آپ کو سنبھال نہیں پاتے اسلئے زندگی طرح طرح کے گناہوں اور جرموں کے ارتکاب کی نذر ہو جاتی ہے۔ جب کہ

وصیت کا الٰہی نظام ان دونوں امتحانوں سے کامیاب گزرنے اور حقیقی منزل مراد سے ہمکنار کرنے والا حتمی نظام ہے۔ اور اس میں شمولیت سے ہی گویا اللہ تعالیٰ کے ہاں انسان کی ''لائف انشورنس'' ہوجاتی ہے۔ زندگی بامقصد اور منزل مراد کا حصول یقینی ہوجاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان دو ابتلاؤں کا تکرار سے ذکر کر کے انسان کو یہ تاکید فرمائی ہے کہ ان دو ابتلاؤں سے ہر آن واسطہ پڑتا رہے گا اس لئے کوئی لمحہ غفلت یا بے توجہگی کا قریب نہ آنے دو۔ ورنہ بظاہر تو یہ نعمتیں نظر آتی ہیں لیکن فی الحقیقت یہ بھاری امتحان اور فتنہ کا سامان ہیں۔ اور اگر انسان ان دونوں کی گہرائی میں غور کرے تو فی الواقعہ ساری دنیا میں ملک ملک، قریہ قریہ، گھر گھر بلکہ فرد فرد کو انہیں دو ابتلاؤں یا فتنوں نے اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ اور نظام وصیت انہیں دو فتنوں پر قابو پانے کا حتمی نظام ہے۔ یہ دو فتنے اموال و اولاد کے فتنے ہیں۔

مال کے فتنہ سے حفاظت کا ذریعہ: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ۔ (اور جان لو کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد محض ایک آزمائش ہیں)۔ سورۃ انفال کی یہ آیت نمبر ۲۹ انسان کو متنبہ کر رہی ہے کہ جہاں انسانی زندگی انہی دو چیزوں کے حصول اور اُن سے استفادہ کی تگ و دَو میں محدود ہو کر رہ گئی ہے وہاں ساری دنیا میں اموال اور اولاد ہی کو انسانی زندگی کا نصب العین ٹھہرا لیا گیا ہے۔ حالانکہ جو چیزیں اپنے اندر امتحان، ابتلاء اور فتنہ سامانی لئے ہوئے ہیں اُن سے تو انسان کو لحہ لحہ، قدم قدم متنبہ اور ہوشیار رہتے ہوئے اپنے تحفظ کی فکر کرنی چاہئے۔ نظام وصیت جو الٰہی نظام ہے ان دونوں امتحانوں میں سے سُرخرو گزرنے کو ممکن ہی نہیں بلکہ حتمی اور یقینی بنانے والا نظام ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے خصوصیت سے مال کے فتنوں کو مختلف پیرایوں میں وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔ ایک جگہ فرمایا: وَتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا۔ (الفجر:۲۱) کہ تم مال سے انتہائی زیادہ محبت کرتے ہو۔ اب مال سے زیادہ محبت نے انسانی کردار کو مختلف جہتوں سے شدید متاثر کر رکھا ہے۔ بعض پہلو مفید اور بامقصد ہیں لیکن اکثر پہلو مال کو ایک فتنہ اور ابتلاء کی شکل دینے والے ہیں۔ مال اگر انسان کے پاس نہ ہو یا شدید کمی مال کی ہو تو انسان مال کے حصول کے جائز ناجائز ذرائع اپنانے میں کوئی فرق یا احتیاط پیش نظر نہیں رکھتا۔ رشوت، بددیانتی، غبن ڈکیتی، چوری اور ظلم کے ارتکاب تک پہنچ جاتا ہے۔ اور اگر انسان کے پاس مال کی فراوانی ہو تو قوم کا ہر اخلاقی، معاشرتی جرم ظلم اور بربریت اُس کا معمول بن جاتا ہے۔ پس ان دونوں کیفیتوں کو سامنے رکھتے ہوئے مال کو فتنہ اور ابتلاء قرار دیا جاتا ہے۔ مال میسر نہ ہو تو ایک خاص نہج پر انسان مجرم بن جاتے ہیں۔ اور اگر مال کی وسعت حاصل ہو تو دوسری نہج کے مظالم کا ارتکاب ہوتا ہے۔

آج دنیا بھر میں مال کے فتنہ نے انسانی معاشرہ کو اپنی گرفت میں لے رکھا ہے اور عالمی سطح پر جس قدر فساد، سیاسی چالیں اور جنگیں ہو رہی ہیں ان کے پیچھے مال کی یہ دونوں کیفیتیں ہی اپنا رنگ دکھا رہی ہیں۔ ایسے المناک معاشرہ کی اصلاح اور مال کے فتنہ سے انسان کے تحفظ کا انتظام انسان کے بس کا روگ نہیں۔ ہاں خالق و مالک کائنات ہی مال کے فتنہ سے انسان کو بچانے کی قدرت و طاقت رکھتا ہے۔ اور اُس رحیم و کریم قادر و توانا ذات خداوندی نے اپنے مسیح و مہدی کی وساطت سے آج کی دنیا کو مال کے فتنہ کے بد بلکہ مہلک اثرات سے بچانے کے لئے نظام وصیت کا اجراء کروایا ہے۔

چنانچہ یہ بات حتمیت سے کہی جاسکتی ہے کہ نظام وصیت میں مالی قربانی کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق اُسی خوش نصیب کو ملتی ہے جو زندگی کے کسی مرحلہ پر بھی مال کو اپنی ذات کے لئے فتنہ نہ بننے دے۔ مال کی کمائی اور حصول کا مرحلہ ہو تو مال کے ہر طرح کے فتنوں سے دامن بچا کر مال کو حاصل کرے۔ اور اس امر پر ہرگز کسی دلیل کی ضرورت نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ناجائز اور ناپاک مال کی قطعاً کوئی قدر نہیں ہوا کرتی۔ اور مال اگر جائز اور پاک ذرائع سے حاصل نہ کیا گیا ہو تو موصی ہونے کے باوجود انسان کی مالی قربانی کی صلاحیت ماند پڑ جاتی ہے۔ لیکن یہ خدا تعالیٰ کا خاص احسان اور فضل موصیان پر ہوتا ہے کہ وصیت کی منسوخی محض شاذ کے طور پر ہوتی ہے۔ ہاں بعض جائز

مجبوریوں کے باعث وصیت کی منسوخی کے امکانات ضرور ہوتے ہیں۔لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجبوریاں جلدی ہی رفع ہو جاتی اور منسوخی کے خدشات ٹل جایا کرتے ہیں۔

وصیت کی روح کا ایک نہایت مفید، مؤثر، اور بابرکت پہلو یہ ہے کہ وصیت کے ذریعہ انسان کو دنیا کی عارضی زندگی کے ساتھ ساتھ عاقبت کی دائمی زندگی کا شعور نصیب ہوتا ہے۔اس لئے وصیت کے طفیل موصی ہر لحہ اس شعور سے فیض یاب ہوتا رہتا ہے اور یوں انسانکی ہمہ وقت کی اصلاح اور روحانی تربیت کا سامان خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا رہتا ہے۔موصی اس حتمی یقین پر اپنی زندگی کے جملہ مراحل میں سے گزرتا ہے کہ ''جو دم غافل سو دم کافر''۔ پس اس اعتبار سے موصی کو اُسی طرح خدا تعالیٰ سے ایک ''انشورنس'' نصیب ہو جاتی ہے جس طرح سوسائٹی میں لوگ ''لائف انشورنس'' کے ذریعہ تحفظ کے طالب رہتے ہیں۔لیکن کُجا فانی انسان اور فانی معاشرہ سے انشورنس کی تمنا اور کُجا خالق ارض وسماء کی ذات سے وصیت کے ذریعہ انشورنس۔ دونوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔

ایک موصی کو خدا تعالیٰ کی طرف سے حفاظت اس لئے نصیب ہوتی ہے کہ:

اوّل ہر احمدی جو تجارت یا ملازمت کے ذریعہ کمائی کرتا ہے وہ اپنے ماحول میں ہر ممکن کوشش کرتا ہے کہ اس کی کمائی جائز اور حلال ہو کیونکہ اُس نے جماعتی نظام کے تحت اپنی کمائی میں سے ۱/۱۶ حصہ آمد کا ہر ماہ جماعت کو ادا کرنا ہوتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُسے فیض اور برکت حاصل ہو۔ اپنی آمدنی کا ۱/۱۶ حصہ تب ہی وہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے خرچ کر سکتا ہے جب کہ اپنی آمدنی حلال رکھے اور حساب درست رکھے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ سے انسان کچھ نہیں چھپا سکتا۔ اللہ تالیٰ خوب جانتا ہے کہ مال جو کمایا گیا وہ حلال ہے یا اس میں حرام کی ملونی بھی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ یہ بھی خوب علم رکھتا ہے کہ انسان نے کتنا کمایا ہے اور کتنے پہ ۱/۱۶ کے حساب سے اللہ کا حق ادا کیا ہے۔لیکن یہ قربانی تو ہر کمانے والے احمدی کی ہے۔ اور موصی تو اپنی ماہوار آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ باقاعدگی سے ادا کرتا ہے اور موصی کو ہر آن یہ فکر رہتی ہے کہ اس کی آمدنی حلال، جائز اور پاکیزہ ہوگی تو خدا تعالیٰ کے ہاں قبولیت پائے گی اور وصیت کا تسلسل قائم رہے گا۔

پھر دوسرا یہ فکر ہوتا ہے کہ روزمرہ کی کمائی کا حساب درست رہے تاکہ خدا تعالیٰ جو سب سے زیادہ حساب والا ہے اُس کے ہاں موصی کا حساب درست شمار ہو۔

پھر تیسری یہ کیفیت موصی کو درپیش رہتی ہے کہ واجب الادا رقم اوّل وقت میں خدا تعالیٰ کے بنک میں داخل ہو۔ اور تاخیر جو بعض اوقات کئی مجبوریوں اور مشکلات کو لئے ہوئے ہوتی ہے وہ نتیجۃً ادائیگی کی محرومی کا باعث نہ بن جائے۔ خاص طور پر جب کہ کسی بھی انسان کو زندگی کی آخری گھڑی کا علم نہیں۔

پس دنیا بھر میں جہاں بھی وصیت کا نظام قائم ہوگا مال کے فتنوں سے انسانوں کو بچنے اور متنبہ رہنے کا احساس بیدار ہوگا۔ اور تدریجاً اس نظام کے غلبہ سے مال کے بھیانک فتنہ سے انسانی معاشرہ کو تحفظ نصیب ہوگا اور یہی وجہ ہے کہ پیارے آقا وامام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے مؤثر تحریک فرمائی گئی ہے کہ جب جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے عالمگیر سطح پر مستحکم ہو رہی ہے تو ساتھ ہی وصیت کے نظام کو بھی اُسی نسبت سے نافذ، مستحکم اور مؤثر وفعال بنانے کی ضرورت ہے۔ اور یہ یقینی سطح پہ تب ہی ممکن ہوگا جب کہ جماعت کی غالب اکثریت اس نظام وصیت سے منسلک ہو جائے۔ جس کا نتیجہ دوسرے لفظوں میں یہ ہوگا کہ احمدیت کے ذریعہ انسانی عالمگیر معاشرہ کو مال کے فتنہ سے تحفظ مل جائے گا اور دنیا بھر میں امن، سلامتی، اخوت اور ہمدردی کے سائے بڑھیں اور پھیلیں گے۔ اور یہ وہ عظیم کارنامہ ہوگا جس کو آج تک اقوام متحدہ اور سلامتی کونسلیں وغیرہ بھی جملہ اختیارات اور منصوبوں کے باوجود حاصل نہیں کر پائیں اور نہ آئندہ حاصل کر سکنے کا معمولی سا بھی امکان ہے۔

پس احباب جماعت احمدیہ عالمگیر کو پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ

العزیز کے ارشاد پر عمل درآمد کے لئے فوری قدم اُٹھانا چاہئے۔

(۱) اس امر کا انتظار نہ کریں کہ نفس کی کمزوریاں دور ہو جائیں تو وصیت کریں گے۔ کیونکہ الٰہی نظام تو انسان کی عملی، اخلاقی، روحانی ترقیات کی ایک لحاظ سے ضمانت ہے۔ اس لئے آپ بلا تاخیر اُس آسمانی نظام میں شمولیت کریں اور دیگر احباب کی شمولیت کا فریضہ انجام دیں۔

(۲) مال کے فتنہ بلکہ فتنوں سے اگر واقعۃً تحفظ چاہتے ہیں تو نظام وصیت میں بلا تاخیر شامل ہو جائیں جہاں مال کے فتنہ سے صرف تحفظ ہی نہیں ملتا بلکہ مال میں غیر معمولی برکت اور ترقیات اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصیب ہوتی ہیں۔ دنیا کا کوئی بنک اور کوئی تجارتی ادارہ وہ تحفظ انسان کو مہیا نہیں کر سکتا جو تحفظ الٰہی نظام میں نصیب ہوتا ہے۔ اس کی ایک مثال سے وضاحت مفید ثابت ہوگی کہ تجارتی ادارے، بنک یا حکومتی ذرائع انسان کو غیر محدود مالی وسائل بے شک مہیا کر سکتے ہیں لیکن اُن کا دائرہ مالی سہولتوں کی فراہمی تک ہی محدود ہوا کرتا ہے۔ اور اُن مالی سہولتوں سے استفادہ اور اُن کے شرّ یا مضرت سے تحفظ مہیا کرنا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے اختیار میں ہوتا ہے۔ مال ہو اور صحت نہ ہو، مال ہو اور گھریلو امن نہ ہو، مال ہو اور استفادہ کا شعور نہ ہو، مال ہو اور ماحول میں تحفظ نہ ہو۔ یہ ساری کیفیتیں انسان کو پیش آ سکتی ہیں۔ ان کے برعکس تحفظ اور سلامتی صرف اللہ تعالیٰ کی ذات سے میسر آ سکتی ہے۔ اور نظام وصیت میں مالی قربانی کے عوض جہاں مالی وسعت و ترقی اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے وہاں مال سے استفادہ کی صلاحیت، مال کی افادیت اور استعمال کے مراحل میں انسان کو اپنی امان میں رکھتا ہے۔

(۳) نظام وصیت کے تحت جب موصی اپنی آمد میں سے خدا تعالیٰ کا حق ادا کرنے کی نیت سے آمد کا حساب درست رکھنے کی کوشش کرتا رہتا ہے تو وصیت کے تقاضے کے تحت ۱۰/۱ حصہ اپنی آمدنی کا جب وہ ادا کر لیتا ہے تو بقیہ ۱۰/۹ آمدنی کو بھی حصہ رسدی مختلف ضرورتوں اور مقاصد پر خرچ کرنے کا سلیقہ طبعاً سیکھ جاتا ہے اور اپنے محدود وسائل کے اندر رہ کر اپنی زندگی امن اور سکون سے گزارنا ممکن ہو جاتا ہے۔ یہ بھی گویا نظام وصیت کا اضافی فائدہ اور برکت ہے۔ ورنہ اکثر لوگ اپنی اوقات سے باہر پاؤں پھیلاتے اور طرح طرح کے مصائب اور مشکلات میں پھنسے رہتے ہیں۔ موصیوں کو اللہ تعالیٰ ایسے بھیانک نتائج سے بچاتا رہتا ہے۔ کیونکہ موصی نے اپنے مال اور دیگر مالی سہولتوں کو خدا تعالیٰ کی رضا کے تابع کر رکھا ہوتا ہے اسلئے اُس کو اپنی آمد کے بقیہ ۱۰/۱ حصہ کی قربانی سے اپنی آمد کے ۱۰/۹ حصہ میں الٰہی تحفظ اور برکت مل جاتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے تحفظ سے بڑھ کر اور کوئی گارنٹی یا انشورنس دنیا میں ممکن نہیں۔

(۴) ایک موصی اپنی آمدنی میں سے ۱۰/۱ حصّہ ابتداءً پیش کرتا ہے۔ لیکن تدریجاً اس مالی قربانی کے طفیل موصی کو جو فیض اور برکت نصیب ہوتی ہے وہ ایک موصی کو اس امر کے لئے طبعی طور پر تیار کرتی رہتی ہے کہ قربانی کے میدان میں قدم آگے بڑھائے۔ چنانچہ ایسے موصی بھی بکثرت ہیں جو اپنی مالی قربانی کے ۱۰/۱ حصہ میں اضافہ کرنے کی طرف راغب ہوتے اور اضافہ کرتے کرتے ۳/۱ حصہ تک بفضلہ تعالیٰ پہنچ جاتے ہیں۔ شرعی اور جماعتی نظام کے تحت ۳/۱ وہ حد ہے جہاں قربانی کا ظاہری معیار پورا ہو جاتا ہے۔ اور اس معیار پر موصی کا پہنچنا محض اُس کی دلی تمنا کے تحت ہوتا ہے۔ اور کوئی خارجی دباؤ اس کے پیچھے محرک یا فعال نہیں ہوتا۔ للّٰہی قربانی کی روح بھی اُسی صورت میں بارگاہ الٰہی میں قدر و قیمت رکھتی ہے کہ موصی کی ایک طرف دلی تمنا اور خواہش کے تحت قربانی ہو اور دوسری طرف مقصود اُس قربانی سے کوئی دکھاوا یا خودنمائی نہ ہو بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کا حصول مقصود ہو۔ ایسی قربانی نظام وصیت کے تحت غیر معمولی روحانی فیوض کا باعث بنا کرتی ہے۔

سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

’’نظام وصیت صرف ۱۰/۱ مالی قربانی کا نام نہیں۔ یہ نظام ہے زمین کی پستیوں سے اُٹھا کر آسمانی رفعتوں تک پہنچانے کا۔ اور جہاں اس نظام میں مالی قربانی کی اُمید رکھی جاتی ہے وہاں ہر دوسرے پہلو سے ایک نمایاں بھرپور

اسلامی زندگی جو ہر لحاظ سے منور ہو اور حسین ہو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی قوت قدسیہ کے نتیجہ میں رفعتوں کی طرف لے جانے والی ہو اور خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنے والی ہو۔''(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰ اپریل ۱۹۸۲ء)

(۵) وصیت کے نظام میں ایک موصی صرف اپنی آمد کا ۱۰/۱ حصہ ہی ادا کرنے کا پابند نہیں بلکہ ایک اور پہلو سے بھی مالی قربانی کا وصیت تقاضا کرتی ہے۔ اور وہ یہ کہ ہر موصی پر لازم بلکہ فرض ہے کہ اپنی کل جائیداد کا کم از کم ۱۰/۱ حصہ اور زیادہ سے زیادہ ۳/۱ حصہ نظام وصیت کو پیش کرے۔ گویا ماہوار آمد کے علاوہ جائیداد پر بھی موصی پابند ہے کہ کم از کم ۱۰/۱ حصہ جائیداد کا نظام وصیت کے تحت قربان کرے۔

قرآن کریم میں جہاں مال کو ایک فتنہ یعنی آزمائش قرار دیا گیا ہے۔ وہاں اولاد کو بھی فتنہ یا آزمائش کا ذریعہ ٹھہرایا ہے۔ اور مال کے بارہ میں اوپر وضاحت آچکی ہے کہ مال کی آزمائش میں موصی اپنی ماہانہ آمد پر حصہ وصیت کی ادائیگی سے گویا مال کے ابتلاء سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اور باقی رہا اولاد کا فتنہ تو اُس کے خلاف بھی وصیت میں تحفظ مہیا کیا گیا ہے۔ اس کے چند پہلو حسب ذیل ہیں۔

اولاد کے فتنہ سے حفاظت کا ذریعہ: اولاد کے فتنہ سے موصی کے تحفظ کا پہلا مرحلہ یہ ہے کہ موصی جہاں نظام وصیت میں ایک جذبہ سے شامل ہوتا ہے تو شریعت اُس سے تقاضا کرتی ہے کہ جس نیکی کو اپنے لئے پسند کرتے ہو وہ دوسروں کے لئے بھی پسند کرو۔ مراد یہ ہے کہ صرف خود ہی موصی نہ ہو بلکہ دوسروں کو بھی اس نیک عمل میں شریک کرو۔ کیونکہ انسان کا نیک ہونا تب ہی مفید ٹھہرتا ہے جب کہ اُس کا ماحول بھی نیک ہو۔ چنانچہ نظام وصیت کے اجراء کے ابتدائی مرحلہ میں ہی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس طرف توجہ دلا دی تھی کہ نظام وصیت میں دوسروں کو بھی شریک کرنے کی کوشش ضروری ہے۔ چنانچہ آپ رسالہ ''الوصیت'' میں آخر پر یہ ہدایت فرماتے ہیں کہ:-

''مناسب ہے کہ ہر ایک صاحب ہماری جماعت میں سے جن کو یہ تحریر ملے وہ اپنے دوستوں میں اس کو مشتہر کریں۔ اور جہاں تک ممکن ہو اس کی اشاعت کریں اور اپنی آئندہ نسل کے لئے اس کو محفوظ رکھیں۔''

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد میں تین واضح امور شامل ہیں:-

اوّل: یہ کہ ''ہر ایک صاحب ہماری جماعت میں سے جن کو یہ تحریر ملے'' اس سے یہ مراد تو نہیں ہو سکتی کہ وہ اس پر خود عمل نہ کریں اور صرف دوسروں کو یا اپنے دوستوں میں اس کو مشتہر کریں۔ یہ نتیجہ نکالنا قطعاً غلط ہوگا۔ اور اصل حقیقت یہی ٹھہرتی ہے کہ جماعت کا فرد اس تحریر یعنی رسالہ الوصیت کو پڑھ کر خود بھی وصیت کرے۔ اور پھر دوسروں اور خصوصاً ''دوستوں'' کو بھی اس تحریر کا پیغام پہنچا کر اُنہیں موصی بنائے۔ اور پھر خصوصیت سے یہ کہ اس تحریر کو ''اپنی آئندہ نسل کے لئے اس کو محفوظ رکھیں۔'' پس اوّل مرحلہ یہ ٹھہرتا ہے کہ ''ہر ایک صاحب ہماری جماعت کا'' اوّلاً خود اس تحریر یعنی رسالہ الوصیت کو پڑھ کر خود وصیت کرے۔

دوسرا مرحلہ یہ کہ خود موصی بننے کے بعد اس تحریر یعنی رسالہ ''الوصیت'' کو دوستوں میں مشتہر کریں۔ مراد یہ ہے کہ اپنے حلقہ واقفیت میں احباب کو نظام وصیت میں شامل ہونے کی تحریک کریں اور ایسی تحریک تبھی مؤثر اور مفید ہو سکتی ہے کہ اوّلاً انسان خود موصی بنے پھر دوستوں کو بنائے۔

تیسرا مرحلہ یہ ہے کہ ''اپنی آئندہ نسل کے لئے اس کو محفوظ رکھیں۔'' یعنی اپنے آپ کو موصی بنانے کے بعد اپنی نسل پر انسان توجہ دے۔ اور موجود نسل یعنی اولاد اور اولاد در اولاد کو بھی حتی الوسع موصی بنائے۔ اور مزید اہتمام یہ بھی کرے کہ وہ جو نسلاً بعد نسلٍ اس کے جانشین آتے رہیں گے اُن میں بھی وصیت کے نظام اور وصیت کے تقاضوں کو پورا کرتے چلے جانے کا پورا انتظام اور اہتمام اپنی زندگی میں کرے۔

مندرجہ بالا تینوں مراحل سے یہ امر کھل کر سامنے آجاتا ہے کہ موصی پر یہ فرض ٹھہرتا ہے کہ جہاں اپنی زندگی میں اپنی آمد سے حصہ وصیت ادا کر کے وہ مال کے فتنہ سے تحفظ حاصل کرتا ہے۔ وہاں اپنی زندگی میں اور آئندہ نسل میں

بھی وصیت کے اجراء اور نفوذ سے وہ اولاد کے فتنہ یا ابتلاء سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ:

الف: اولاد موصی ہوگی تو حلال اور پاک رزق لائے گی۔

ب: اولاد موصی ہوگی تو نفسانی اغراض اور خواہشات کی غلام بننے کی بجائے دین کے تقاضوں کو زندگی میں مقدم رکھے گی۔

ج: اولاد موصی ہوگی تو معاشرہ کو بھی موصی بنائے گی۔

د: اولاد موصی ہوگی تو اپنی آئندہ نسل کو بھی موصی بناتی جائے گی۔

اس طرح وہ اولاد جس کو قرآن کریم میں ''فتنہ'' قرار دیا گیا ہے وہ نظام وصیت کے فیضان سے فتنہ کی بجائے برکت، عزت اور خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں قبولیت کا ذریعہ بن جائے گی۔

پس جب ایک احمدی مسیح پاک علیہ السلام کی تعلیم کو مقدم ٹھہراتا اور وصیت کے نظام میں شمولیت کرتا ہے تو اُس کے مال اور اولاد میں سے ''فتنہ'' کے جراثیم ختم ہو کر دونوں چیزیں نعمت، برکت اور رضائے الٰہی کا موجب بن جاتی ہیں۔ آج کے معاشرہ میں نظام وصیت کو اپنائے بغیر اور کوئی ایسا نظام نہیں جو انسانیت کو مال اور اولاد کے فتنوں سے تحفظ مہیا کر سکے۔ اسی لئے ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے احباب جماعت کو یہ تاکیدی ہدایت فرما رہے ہیں کہ احباب جلد از جلد نظام وصیت میں شامل ہوں کیونکہ دنیاوی نظام بری طرح ناکام ہو چکے ہیں اور دن بدن دم توڑتے جاتے ہیں۔ اُسی سرعت اور خلوص نیت کے ساتھ احباب کو نظام وصیت میں شامل ہو کر دنیاوی نظاموں کے خلاء کو تعمیری، اخلاقی، اور بنی نوع انسان کی بے لوث خدمت کے جذبہ سے پُر کرنا ہے۔ اگر اس وقت احباب نے وصیت کی اہمیت کو نہ سمجھا اور مخلوق خدا کی ہمدردی، خدمت اور بھلائی کے لئے آگے نہ آئے تو احمدیت کی عالمگیر ترقی اور غلبہ کا مشن پورا ہونے میں تاخیر کا خدشہ ہے جو کسی صورت بھی الٰہی جماعت کو زیب نہیں دیتا۔

نظام وصیت میں اولاد کے فتنہ کے خلاف تحفظ کا ایک اور پہلو بھی بہت ایمان افروز کیفیت رکھتا ہے اور وہ یہ کہ جہاں اہل دنیا اولادوں کے لئے زیادہ سے زیادہ ترکہ جمع کرنے اور اسے اولاد کے حوالے کرنے کا مصمم ارادہ رکھتے ہیں وہاں ایک موصی اپنے ترکہ میں سے بھی ایک معقول حصہ (۱/۱۰ تا ۱/۳) وصیت کی نذر کر دیتا ہے۔ گویا اولاد کو دیتا بھی ہے۔ لیکن اُس میں سے بھی کم از کم ۱/۱۰ حصہ وصیت کا دیتا ہے۔

(۱) ترکہ میں سے حصہ وصیت کی ادائیگی بقیہ ترکہ کو مفید اور بابرکت بنا دیتی ہے۔ اور اولاد ترکہ سے ملنے والے مال اور جائیداد کو عیاشی اور ضیاع کی بجائے جائز، مناسب اور رضائے الٰہی کے حصول کے ذریعہ کے طور پر استعمال کرتی ہے۔ یہ ترکہ حصہ وصیت سے ادا کرنے کا منطقی نتیجہ ہوتا ہے۔

(۲) موصی کی وفات کے ساتھ اُس کی قربانی اور نیک عمل کا انقطاع نہیں ہو جاتا۔ بلکہ موصی کی وفات کے بعد بھی جائیداد کا کم از کم ۱/۱۰ حصہ گویا صدقہ جاریہ بن جاتا ہے۔

(۳) بظاہر موصی کا ترکہ ہے۔ لیکن جب اولاد اس ترکہ میں سے موصی باپ کا حصہ ادا کرتی ہے تو ایک لحاظ سے وہ بھی موصی کی نیکی اور ثواب میں پوری طرح شریک ہو جاتی ہے۔ اور پھر آئندہ چل کر اُس کی نیکی آگے اُس کی اولاد کے ذریعہ پھر عود کر آتی ہے۔ ایک طرف موصی کی اولاد کو بھی وصیت کرنے کا احساس ہو جاتا ہے۔ اور دوسری طرف اولاد کی اولاد کے لئے بھی وقت آنے پر قربانی کرنے اور خود بھی نظام وصیت میں شامل ہونے کا سبب بن جاتی ہے۔ اور یہ سلسلہ بفضلہٖ تعالیٰ آئندہ نسلوں میں جاری رہنے کے سامان ہوتے رہتے ہیں۔

پس ان امور کو پیش نظر رکھنے سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آ جاتی ہے کہ نظام وصیت بلاشُبہ الٰہی نظام ہے جو انسان کو نہ صرف مال اور اولاد کے فتنہ سے تحفظ مہیا کرتا ہے۔ بلکہ مال اور اولاد کو مفید اور بابرکت بنا دینے والا نظام ہے۔ آج بلاشبہ دنیا کو ایسے ہی نظام کی ضرورت ہے تا کہ فتنوں کے دروازے بند ہو جائیں اور خیر و برکت کے دائمی دروازے کھل جائیں۔ اس حقیقت کو سامنے رکھتے ہوئے ہر احمدی کو چاہئے کہ جہاں حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے وصیت ضرور کریں۔ وہاں پیارے امام حضرت

خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک کے تابع جلد از جلد نظام وصیت میں شامل ہوں۔

نظام وصیت کا ایک بہت اہم پہلو یہ بھی ہے کہ اس نظام کے طفیل انسان کی دونوں زندگیوں یعنی دنیا وآخرت میں نیک اور پیارے باہم ایک کشتی میں سوار ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فرمان اوپر گزر چکا ہے:

’’ہر ایک صاحب ہماری جماعت میں سے جن کو یہ تحریر ملے وہ اپنے دوستوں میں اس کو مشتہر کریں..... اور اپنی آئندہ نسل کے لئے اس کو محفوظ رکھیں۔‘‘

یہ امر کسی دلیل کا محتاج نہیں کہ دوستوں سے زیادہ اولاد انسان کے قریب ہوتی ہے۔ اور قرب تبھی خدا تعالیٰ کی نگاہ میں قدر و قیمت والا ہوگا کہ انسان کی اولاد بھی وصیت کے نظام میں شامل ہو۔ اور پھر دوستوں میں بھی اس نظام کو انسان مشتہر اور مقبول بنائے۔ لیکن یہ سارا اہتمام اولاد اور دوستوں کو لپیٹ میں لینے والا تو صرف اس دنیوی زندگی سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کا اُخروی زندگی میں کیا منظر ہوگا؟ اس پر بھی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا:-

’’واضح ہو کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہوں تا آئندہ کی نسلیں ایک ہی جگہ اُن کو دیکھ کر اپنا ایمان تازہ کریں۔ اور تا اُن کے کارنامے یعنی جو خدا کے لئے اُنہوں نے دینی کام کئے ہمیشہ کے لئے قوم پر ظاہر ہوں۔‘‘ (رسالہ الوصیت)

پس اپنے پیاروں کی اگلے جہاں میں رفاقت، قُربت اور اجتماعیت اگر مطلوب ہے تو چاہئے کہ موصی نہ صرف خود وصیت کرے بلکہ اپنی اولاد کو بھی موصی بنائے اور پھر اپنے دوستوں کو بھی نظام وصیت میں شامل کرے۔ یہی اجتماع اُخروی زندگی میں بھی پھر نصیب ہوگا جہاں دوستوں سے بڑھ کر انسان اپنے اہل وعیال کی قربت اور اتحاد کا متمنی ہوتا ہے۔ گویا اولاد کو وصیت کے نظام میں لانا دونوں جہانوں میں وحدت اور قربت کا ذریعہ ہے۔ خدا کرے کہ ہر احمدی اس الٰہی منصوبہ کی قدر و قیمت کو سمجھے اور نظام وصیت میں بلا تاخیر شامل ہو کر اپنی دونوں زندگیوں کو فتنوں سے محفوظ کر لے۔ آمین

Shop: 0497 2712433 Mob. : 9847146526
: 0497 2711433
JUMBO
BOOKS
(Agents for Government Publications and Educational Suppliers)
FORT ROAD, KANNUR - 670 001, KERALA, INDIA

Shop: 0497 2712433 Mob. : 9847146526
: 0497 2711433
SHAIKA LATIF
GIRLS TRAINING
ART CENTRE
Only for Girl & Women
3/51 NARKEL DANGA MAIN ROAD,
KOLKATA - 700 011 (Opp. NASIR BOOK)
Phone : 2352-1771

BRB
OFFSET PRINTERS
AND
PUBLISHERS
BRB CENTRE, THAVAKKARA, KUNNUR - 17
Ph. : 2761010, 2761020

حبل اللہ اور نظام وصیت

(نوید الفتح متعلم جامعہ احمدیہ قادیان)

ہم اگر تاریخ ادیان پر نظر ڈالکر عمیق غوطہ خوروں کی طرح غوطہ لگائیں تو یہ واضح حقیقت ہم پر عیاں ہوگی کہ جب بھی عالم ایجاد میں قوم کی قوم گمراہی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں پھرنے لگتی ہے اور ظلمت و تاریکی میں گناہ کو اپنا شیوہ بنانے لگتی ہے تب اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے نبی رسول اور مامور و مرسل کو مبعوث کرتا ہے۔ جو کہ اپنے خالق و مالک کی عطاء کردہ طاقت وقوت سے عجائب کرامات وجوہر عظمٰی لوگوں کو دیکھاتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی ہستی و توحید کو جو دنیا سے مفقود ہوگئی ہوتی ہے دوبارہ اس باری تعالیٰ کے فضل سے قائم کرتے ہیں۔ نیز بھٹکتی ہوئی مخلوق کے لئے قندیل ہدایت بن کر انہیں راہِ ہدیٰ پر چلاتے ہیں۔ چنانچہ جب دنیا میں کفر حد سے بڑھ گیا اور گناہ مانندِ طوفانِ بے تمیز ہوگیا تب دنیا کو توحید کے جھنڈے تلے لاکھڑا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت رسولِ اکرم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ چاروں طرف ظلمت کا دور دورہ تھا۔ اس لطیف مضمون کا نقشہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کچھ یوں کھینچا ہے کہ:-

اُرْسِلْتَ مِنْ رَبٍّ کَرِیْمٍ مُحْسِنٍ
فِی الْفِتْنٰتِ الصَّمَّاءِ وَالطُّغْیَانِ

قارئین حضرات!

ہمارے آقا ومطاع صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام قوم کو توحید کے جھنڈے تلے لاکھڑا کرنے کے لئے اپنی زندگی کے تمام لمحات کو جدو جہد میں صرف کردیا۔ اور قوم کو تفرقہ سے بچالیا۔ بالآخر مانند وحشی کو انسان بنایا اور انسان کو باخدا انسان اور باخدا کو خدا نما انسان بنادیا۔

پھر چند ہی دنوں میں ایک انقلاب عظیمیہ برپا کردیا۔ اور تمام جماعتِ مؤمنین کو ایک درسِ نصیحت منجانب اللہ سنایا کہ تم یاد رکھنا کہ میں اللہ تعالیٰ کی رسی کی حیثیت رکھتا ہوں۔ جو بھی یہ وسیلہ چھوڑے گا وہ تفرقہ کرنے والا ہوگا۔ بالآخر وہ آگ کے گڑھے میں جا گرے گا۔ اس نازک حالت کو بیان کرنا بیان سے خارج ہے کہ کس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعتِ مومنین تشکیل دی۔ ایک بنیانِ مرصوص قائم کیا۔ اور ایک حکم پر اٹھنے بیٹھنے والی پیاری جماعت کو بنایا جو صرف اور صرف حبل اللہ کو تھامے ہوئے تھے۔ قرآنِ شریف میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اور ان واقعات کو یاد دلاتے ہوئے کچھ یوں بتایا کہ:-

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۔ وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا ۔ وَکُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَکُمْ مِّنْھَا ط کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمْ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ ○ (آل عمران: ۱۰۳-۱۰۴)

یعنی اے ایماندارو! اللہ کا تقویٰ اس کی تمام شرائط کے ساتھ اختیار کرو اور تم پر صرف ایسی حالت میں موت آئے کہ تم پورے فرمانبردار ہو۔ اور تم سب (کے سب) اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑلو اور پراگندہ مت ہو اور اللہ کا احسان جو (اس نے) تم پر (کیا) ہے یاد کرو کہ جب تم (ایک دوسرے کے) دشمن تھے اس نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کردی جس کے نتیجہ میں تم اُس کے احسان سے بھائی بھائی بن گئے اور تم آگ کے ایک گڑھے کے کنارہ پر تھے مگر اُس نے تمہیں اُس سے بچالیا۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیات کو بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

یہ دور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں پورے آب وتاب کے ساتھ رہا اور صحابہ کرام ایک دوسرے کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار تھے۔ یہاں تک کہ دو بیوں میں ایک اور پورے مال میں سے آدھا قربان کردیتے۔

الغرض ان صحابہ کرام نے دبستانِ محمدؐ سے جو کچھ سیکھا اسے اپنی زندگی کا نصب العین اور ماٹو بنانے کی کوشش کی۔

اس سنہرے دور کے بعد ایک دن یہ بھی آیا کہ حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وصالِ یار کا شیرین جام نوش فرما کر اس جہان فانی سے کوچ کرتے ہوئے اپنے مولیٰ جاودانی سے جاملے۔ پھر اس زمانے کا حال کچھ ایسا ہوا کہ جن کو رقم کرنا محال ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ بادیہ نشین اسلام چھوڑ کر

مرتد ہونے لگے۔ صحابہ غم سے پھٹے جا رہے تھے۔ اس نازک گھڑی پر اللہ تعالیٰ نے عین وعدہ کے مطابق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مومنین کے ذریعہ اسلام کا سب سے پہلا خلیفہ مقرر کر کے گرتی ہوئی جماعت کو دوبارہ حبل اللہ عطاء کیا۔ اس خلافت کی بشارت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر دی تھی اور اسی کی اطاعت بھی لازم قرار دی تھی کہ:-

عَلَیْکُمْ سُنَّتِیْ وَسُنَّۃَ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِیْن۔

نیز اور ایک حدیث میں ذکر ہے کہ:-

مَا کَانَتْ نَبُوَّۃٌ قَطُّ اِلَّا تَبِعَتْھَا خِلَافَۃٌ

یعنی ہر نبوت کے بعد خلافت ضروری ہے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ نبوت کے بعد خلافت کا نظام جاری نہ ہوا ہو۔

ان دو احادیث سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ جس طرح دیگر انبیاء کے بعد ان کے جانشین بھی ہوئے ہیں اسی شرح امتِ محمدیہ میں بھی ہوں۔ یہ منشائے الٰہی قرآنِ مجید میں صرف اور صرف صحابہ جیسے مخلصین و مومنین کے لئے بطور وعدہ کے ہی تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورۃ النور میں فرماتا ہے:-

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ○ (النور:۵۶)

ترجمہ اس کا یہ ہے کہ:-

''تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا ہے ضرور تمکنت عطاء کریگا۔ اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔''

قارئین حضرات! خلافت کے معنے نیابت اور جانشینی کے ہوتے ہیں۔ اصطلاحی صورت میں نبی کے بعد اس کے قائم مقام اور جانشین کو خلیفہ کہتے ہیں۔ نظام خلافت وہ بابرکت آسمانی و روحانی نظامِ قیادت ہے جس کو خدا تعالیٰ محض اپنے فضل سے مومنین کی جماعت کو جو ایمان والے اور عملِ صالح بجا لانے والے ہوں انکی روحانی ترقی اور بقاء کے لئے عطاء فرماتا ہے۔ دراصل نبی کے وصال کے بعد بکھرنے سے پہلے ہی مؤمنین کو صحیح راہ پر گامزن کرنا خلیفہ کا کام ہوتا ہے۔ بعد ازاں نبی کے مشن کو آگے سے آگے بڑھانا اسکے فرائض میں داخل ہے۔ ان تمام امور کا ذکر مندرجہ بالا آیت سے واضح ہے۔ چنانچہ اس بات کی تصدیق حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اس ایک واقعہ سے ہوتی ہے کہ:-

جب جنگِ موتہ میں کفار نے دھوکے اور ظلم سے بہت سارے صحابہؓ کو قتل کر ڈالا تھا تو وہاں کے شہداء کا بدلہ لینے کے لئے حضور نے اپنی وفات سے قبل ہی حضرت اُسامہ کی سرداری میں ایک لشکر بنایا تھا۔ مگر حضور کی بیماری و وفات کی وجہ سے وہ لشکر رک گیا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے خلیفہ بنتے ہی حکم دیا کہ تمام فوجی جمع ہو جائیں تا کہ لشکر کو دشمنوں کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا جا سکے۔ مگر عین ہونے روانہ سے پہلے یہ خبر آن پہنچی کہ قریب کے مقاموں سے عیسائی اور یہودی جو مسلمان ہو گئے تھے مرتد ہو گئے ہیں۔ اب چڑھائی کی تیاری کر رہے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ حضرت علیؓ اور بہت سارے صحابہؓ نے حضورؓ سے درخواست کی کہ ابھی جیشِ اسامہ کو روانہ نہ کریں ورنہ مدینہ میں بہت کم لوگ رہ جائیں گے اور پھر مرتدین مدینہ پر حملہ کر دیں گے۔ حضور نے یہ ساری بات سن کر پر شوکت انداز فرمایا کہ:-

''خدا کی قسم اگر میرا گوشت شیر اور بھیڑیئے کھا جائیں اور میرے علاوہ سب مجاہدین اس لشکر میں چلے جائیں اور مدینہ خالی ہو جائے اور ہمارے بچے قتل کئے جائیں اور ہماری عورتوں کی بے حرمتی کی جائے تب بھی میں اس لشکر کو نہ روکوں گا جس کا حکم میرے آقا سردارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے۔''

سو اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کے مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے خلیفۂ وقت حتی المقدور کوشش و کاوش کرتا ہے۔

بہر حال اسلام کا آفتاب دورِ آخرین کے صحابہ کے ساتھ خلافتِ

راشدہ میں پورے شان وجلال سے فروزاں رہا۔ پھر عین رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق خلافتِ راشدہ پورے ۳۰ سال تک جاری و ساری رہی۔ اُسکے بعد خیر القرون کا وقت ختم ہونے پر اسلام کا شیرازہ بکھر گیا۔ اور تمام موتی جو ایک ہی لڑی میں پروئے ہوئے تھے ٹوٹ کر الگ الگ ہوگئے۔ مسلمانوں کی اصلاح کا کوئی سامان باقی نہ رہا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ چاروں طرف دینِ اسلام کا قلع قمع کیا جارہا تھا۔ اور ایمان زمین سے مفقود ہوکر دور ثریا پر جاچکا تھا۔ اسلام صرف اور صرف نام کا رہ گیا تھا۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زمانے کے حال کا نقشہ بطور پیشگوئی یوں کھینچا تھا کہ:-

لَا يَبْقٰى مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اِسْمُهٗ وَلَا يَبْقٰى مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُهٗ مَسَاجِدُهُمْ عَامِرَةٌ وَهِيَ خَرَابٌ مِنَ الْهُدٰى علماء هم شَرُّ مَنْ تَحْتَ اَدِيْمِ السَّمَاءِ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ مِنْهُمْ وَفِيْهِمْ تَعُوْدُ.

سو اس پیشگوئی کے مطابق بقول شمس العلماء خواجہ الطاف حسین حالی اسلام کا یہ حال ہوا کہ:-

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اسلام کا رہ گیا فقط نام باقی

اسلام پر مخالفین کی طرف سے تابڑ توڑ حملے ہو رہے تھے۔ اسلام کا دفاع کرنے والا کوئی نہ تھا۔ اس کسم پرسی کی حالت کا نقشہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کچھ یوں کھینچا کہ:-

ہرطرف کفراست جوشاں ہمچو افواجِ یزید
دینِ حق بیمار و بے کس ہمچو زین العابدین
عالماں راروزوشب باہم فساد از جوشِ نفس
زاھداں راغافل سراسر از ضرورت ہائے دین

تب قادیان کی اس گمنام بستی سے حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشخبری کے مطابق مسیح موعود و مہدئ معہود ہوکر مبعوث ہونے کا دعویٰ فرمایا۔ آپؑ نے مخالفینِ اسلام کے خلاف ایک لامتناہی آسمانی مہم کے سلسلے کا آغاز فرمایا۔ اور ادیانِ باطلہ کو پسپائی پر مجبور کردیا۔ اور تمام اعتراضات کا برجستہ جواب دیا اور اسلام کی عظمت و برتری کو شان سے قائم فرمادیا۔ کیونکہ وہ زمانہ اسلام کی پستی کا تھا اور چاروں طرف ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کا نظارہ تھا۔ گویا کہ ضلالت و گمراہی کا ایک طوفانِ بے تمیز برپا تھا۔ اس زمانے کے حال کو حضور نے اپنی بعثت پر مشتمل کرتے ہوئے فرمایا:-

لَقَدْ اُرْسِلْتُ مِنْ رَبٍّ کَرِیْمٍ
رَحِیْمٍ عِنْدَ طُوْفَانِ الضَّلَالِ

آپؑ نے اپنی بعثت کی غرض "لیظھرہ علی الدین کلہ" کے لئے جو آپؑ پر فرض تھا کماحقہٗ کوشش کی۔ آپؑ نے "قلمی جہاد کے پرشوکت آسمانی نظام کو جاری کیا۔ اپنے نوم نوشیں کو ترک کیا۔ اس قدر مجاہدہ کیا کہ کبھی لیٹے لیٹے کبھی چلتے چلتے اپنے شب وروز کو اسلام کی یاوری و مساعدت کے لئے صرف کردیا۔ آپؑ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے ایک پیاری جماعت کو لا کھڑا کیا۔ اور فرمایا:-

قوم کے لوگو ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب
وادئ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار
صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

پھر آپؑ نے اس جماعت مومنین کے اندر ایسی محبت و اطاعت بھردی کہ وہ ہمدردی میں ایک دوسرے کے لئے قربان جاتے تھے۔ ہمیشہ اپنے پر دوسرے کو ترجیح دیتے تھے۔ اور ہمیشہ ہمیش کے لئے انہوں نے اس حبل اللہ سے تعلق و پیوند جوڑے رکھا۔ اور کبھی اس حبل اللہ سے اپنے تئیں دور نہیں کیا۔

پھر وہ زمانہ آیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اس ناپائیدار عالمِ فانی سے عالمِ جاودانی کی طرف رحلت فرماگئے۔ صحابہ بالکل خوف کے عالم میں سہم کر دیوانوں کے مانند اپنے آپکو سنبھال نہ سکے۔ کیا کریں انہیں کچھ نہیں سوجھتا تھا۔ مخالفین نے بھی شور مچانا شروع کردیا۔ ایسا لگتا تھا کہ یہ پیاری سی جماعت جس کا تعلق حبل اللہ سے تھا وہ تعلق منقطع ہو کر تتر بتر ہوجائے گا۔ مگر خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے عین موافق دوبارہ جس طرح قرونِ اولیٰ میں خلافت کو قائم کیا تھا اسی طرح دورِ آخرین میں خلافت کو قائم کر دیا۔ یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جب حضرت مسیح موعودؑ نے کتاب

الوصیت تحریر فرمائی۔ اس وقت بار بار آپؑ کو اپنے وصال کے بارہ میں الہام ہونے لگا۔ پھر دسمبر ۱۹۰۷ء کو الہام ہوا ’’۲۷ کو ایک واقعہ‘‘ اس الہام کے بعد ٹھیک ۵ ماہ بعد ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو چودہ سو سال بعد اسلام میں دوبارہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپکی وفات کے بعد خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگئی۔ اور وہ بھی امام مہدی علیہ السلام کے ذریعہ صرف جماعتِ احمدیہ کو ہی یہ بڑی سعادت حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کا فضل بھی دیکھیں یہ نظام سو سال سے صرف جماعت احمدیہ میں ہی قائم ہے۔ کسی کو ایسی سعادت حاصل نہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

خلافتِ احمدیہ کا آغاز ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت الحاج حافظ حکیم الامت مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت سے ہوا۔ آپ کے خلیفہ ہونے کے بعد گرتی ہوئی ملت کو سہارا مل گیا۔ مومنین کو ایک دستورِ اساسی عطاء ہوا۔ تمام احمدی اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامنے کے نتیجے میں بھائی بھائی ہوگئے اور ہر خوف کی حالت جوان پر طاری تھی امن میں بدل گئی۔ اور قرآن کی پیشگوئی وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ہو بہو ظہور پذیر ہوئی۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتِ احمدیہ کا ہر فرد خلافت کی برکت سے وافر حصہ پاتا ہے۔ خلافت کی برکت کے بدولت گناہوں سے بچتا ہے۔ روحانی نعمت سے مالا مال ہوتا ہے۔ ہر وہ انعام واکرام اور جاہ وجاہت جس کو بندۂ مومن نبی رسول سے حاصل کرتا تھا اب خلیفۂ وقت سے حاصل کرتا ہے کیونکہ:-

گرتی ہوئی ملت کا سہارا ہے خلافت
حق یہ ہے نبوت کا تتمہ ہے خلافت

اس خدائی محبت کی حیثیت ایک حبل اللہ کی ہے۔ اس خدائی رسی کو پکڑے رکھنا جماعتِ مومنین کے لئے ان کی ایمان کی تصدیق بھی ہے اور ان کی امن وسلامتی اور روحانی عروج کی کفالت بھی۔ میں پورے دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ لَارَیْبَ اسلام کی ترقی اس نظام سے وابستہ ہے۔

اب ہم کو غور کرنا ہوگا کہ منصب خلافت اور خلیفۂ وقت کا مقام کیا ہے۔ بے چوں وچرا ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ منصب نبی کا ظل ہے اور نبوت کی حیثیت اپنے اندر پنہاں رکھتا ہے۔ بظاہر تو خلیفہ بولتا ہے اور حکم دیتا ہے مگر وہ ظلی طور پر نبی بول رہا ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بات کی وضاحت کچھ یوں فرمائی کہ:-

’’میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔‘‘

یعنی نبی پہلی قدرت ہوتا ہے اور خلیفہ دوسری قدرت۔ ان باتوں سے واضح امر ثابت ہے کہ جس قدر نبی کی اطاعت ہونی چاہئے اسی قدر اسکے خلیفہ کی اطاعت کرنی از بس لازم ہے۔

اگر ہم آیت استخلاف کو دیکھیں تو خلافت سے وابستگی کے نتیجے میں اطاعت وفرمابرداری کا مضمون روشن ہے۔ اسی طرح ہم سورۃ النور کی آیت نمبر: ۵۵ کو دیکھیں تو بات واضح ہوگی کہ اس میں صاف وشفاف چشمے کی طرح اطاعتِ نبی کے مضمون کو بہایا گیا ہے۔ نیز ہم اگر آیت نمبر: ۵۷ کو دیکھیں تو پھر اطاعت رسول کا مضمون رواں دواں ہے۔ الغرض دو اطاعتِ رسول والی آیات کے درمیان ایک اطاعتِ خلیفہ کے مضمون کو بیان کرنے سے یہ بات وضاحت سے عیاں ہے کہ خلیفہ کی اطاعت دراصل نبی رسول کی اطاعت ہی ہے۔ یہ عمیق نقطہ ہمیشہ یاد رکھنے والا ہے۔ اور کبھی خلافت سے وابستگی کو اپنے ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہئے۔ کیونکہ خلافت ہماری جان، مال، عزت ہر ایک سے بڑھ کر اشرف واعلیٰ ہے۔ اس حبل اللہ کو چھوڑنا اور تھامے نہ رکھنا بدنصیبوں کا کام ہے خوش نصیبوں کا کام نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جماعتِ احمدیہ کو جو حبل اللہ عطاء کیا ہے اسکی ہر بات ایک اساس کی اہمیت کی حامل ہے۔ اس خلیفہ کے ہر امر کو اپنی زندگی کا لائحہ عمل بنانا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ سانس لینا۔ پھر دیکھیں آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت نے خلافت اولیٰ، ثانیہ پھر ثالثہ اور رابعہ کے دور دیکھے اور مؤمنین نے اس حبل اللہ کے ساتھ ایسی اطاعت کر کے دکھایا کہ شاید عرش سے فرشتے بھی رشک کی نگاہ سے دیکھتے ہوں گے کہ وفاء کے ان پیکروں نے اطاعت وفرمانبرداری میں کیا کچھ نہیں کیا۔ اِسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے درمیان آج خلافت خامسہ کو بھی قائم کیا۔ اور بے شمار تائیداتِ الہائیہ ونصرتِ دینیہ خلافتِ خامسہ کی معیت میں ہمیں عطاء ہیں۔ اِنِّیْ مَعَکَ یَامَسْرُوْرُ کا شان وجلال کے ساتھ پورا

ہونا ہر لحہ ہم مشاہدہ کر رہے ہیں۔ الغرض حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قیادت میں ہم بے شمار نشانات وتائیدات الٰہائیہ دیکھ رہے ہیں۔ اور ہو بہو یَدُ اللّٰہِ عَلَی الجَمَاعَۃ کا نظارہ ہمارے سامنے ہے۔ اس لئے ہمارے لئے اتنا ہی لازمی ہے کہ ہم اس حبل اللہ سے پوری جاں نثاری کے ساتھ چمٹے رہیں۔ اور حضور کی ہر تحریک پر حضرت مسیح موعودؑ کی تحریک جان کر سوجان سے لبیک کہنے والے ہوں۔ اور اس وعدہ کو پورا کر کے دکھانے والے ہوں۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کے ہر فرد کے لئے بے شمار تحریکیں کیں۔ جن میں سے دو بڑی تحریکوں کا ذکر کرنا مناسب ہے۔ ایک تو خلافت جوبلی کی دعاؤں اور عبادتوں کی تحریک ہے۔ جس میں حضور نے سعید فطرت کے لئے فرمایا کہ صد سالہ خلافت جوبلی سے پہلے ہم اپنی عبادتوں کے معیار کو بلند سے بلند تر کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کے حضور شکریہ کا تحفہ پیش کریں۔ اور نفلی روزہ کے ساتھ ساتھ ہر روز زبانی تہہ دل سے بیشمار دعائیں کرتے رہیں۔ یہ ساری باتیں مؤمنین کے لئے بہت ضروری ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آگے سے آگے اپنے اقدام کو اس راہ میں جماتے چلے جا رہے ہیں۔

حضرت امیر المؤمنین کی دوسری اہم تحریک نظام وصیت میں شمولیت کی ہے۔ حضور نے جب ۲۰۰۴ء کو جلسہ سالانہ برطانیہ میں ایک تحریک کی تھی کہ ۲۰۰۵ء کو نظامِ وصیت کو پورے ایک سو سال مکمل ہو رہے ہیں۔ اس لئے حضور نے مخیّر احباب کے لئے تحریک کی کہ نظامِ وصیت کو سو سال ہونے پر افراد جماعت میں سے کم از کم ۱۵۰۰۰ احباب کو اس میں شامل ہونا چاہئے۔ سو ہم نے بچشم خود دیکھ لیا کہ جماعتِ مؤمنین کے احباب نے والہانہ لبیک کہتے ہوئے ایک سال کے عرصے سے قبل ہی حضور کو یہ تحفہ دیا۔

قارئین حضرات!

حضور نے ۲۰۰۴ء کے جلسے پر یہ تحریک بھی کی تھی کہ صد سالہ خلافت جوبلی کے موقعہ پر جماعت کے کم از کم ۵۰٪ احباب جو کوئی آمدنی کرتے ہوں اس نظام میں شامل ہوں۔ حضرت امیر المؤمنین کی یہ دلی خواہش ہے کہ احباب اس تحریک میں فدا کارانہ انداز میں لبیک کہیں۔ کیوں کہ یہ نظام مومن اور منافق میں فرق کر دینے والا نظام ہے۔ پوری جانفشاری کے ساتھ اس تحریک میں شمولیت اختیار کرنا بھی افرادِ جماعت کا فرض ہے۔ اور یاد رکھیں حبل اللہ نے از خود خدائے واحد و یگانہ کی طرف لئے جانے کی تحریک کی ہے۔ یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جس نے بھی خلافت کے دامن کو تھامے رکھا۔ اُسی کو ہی نظامِ وصیت میں شمولیت کی توفیق ملی۔ اور جو خلافت سے دور رہا وہ نظامِ وصیت سے بھی دور رہا۔ اُن کو بہشتی مقبرہ کی مٹی تک نصیب نہیں ہوئی۔ یہ حبل اللہ کو تھامے رکھنے کی برکت میں سے ہے۔ سو ہمیں چاہئے کہ ہم اس تحریک پر ایسے قائم ہوں کہ جیسے ہم حبل اللہ سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ اور ہمارا تعلق حبل اللہ سے اس قدر ہو کہ وہ مانند عروہ وثقیٰ ہو جس پر ہم ہاتھ ڈال دیں تو لن فِصٰلَهَا کہ ہرگز دنیا کا کوئی اکراہ و جبر ہم کو اس حبل اللہ سے جدا نہیں کر سکے گا۔ اور ہم خدا تعالیٰ سے سچا تعلق رکھنے والے ہوں ہم کبھی اس سے پراگندہ ہونے والے نہ ہوں۔ یہی اس تحریک کا مقصد ہے۔

اب یہ بات واضح ہو کہ یہ تحریک کوئی معمولی تحریک نہیں ہے۔ اس تحریک کا تعلق یعنی نظامِ وصیت کا تعلق خاص حبل اللہ سے ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ۲۰ ردسمبر ۱۹۰۵ء کو کتاب الوصیت تصنیف فرمائی۔ جس میں حضور علیہ السلام نے واضح طور پر خلافت کی خوش خبری دی نیز ایک لامتناہی نظام کا بھی قیام فرمایا کہ جس میں صرف اور صرف ایمان اور اعمالِ صالحہ بجالانے والے ہی شامل ہو سکیں گے۔ یعنی نظامِ وصیت میں۔ یہ بات بھی واضح ہو کہ قرآن مجید میں خلافت کا وعدہ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کے الفاظ سے مشروط ہے۔ یعنی نظامِ وصیت اور نظامِ خلافت جو کہ حبل اللہ ہے اس میں ایک خاص مطابقت وتتابع ہے۔ اور دونوں نظام ایمان وعمل صالح کی دو بنیادی شرائط سے مشروط ہیں۔ گویا کہ دونوں نظام حبل اللہ ہیں جن کو تھام کر خدا تعالیٰ کی رضاء حاصل کی جا سکتی ہے اور اسکا فضل سمیٹا جا سکتا ہے۔

حضورؑ کی کتاب الوصیت کو دیکھ کر جس میں نظام خلافت اور نظامِ وصیت کے بارہ میں وضاحت سے بیان ہے خواجہ کمال الدین صاحب نے اپنا ردعمل کچھ یوں ظاہر کیا کہ وہ اس کتاب کو پڑھتے جاتے اور اپنی رانوں پر ہاتھ مار مار کر کہتے جاتے کہ ”واہ اوے مرزا احمدیت دیاں جڑاں لگا دتا ہیں“ یعنی واہ واہ مرزا۔ تونے احمدیت کی جڑوں کو مضبوط کر دیا ہے۔ خواجہ

صاحب کی نظر نے بیشک اس کے حُسن کو ایک حد تک سمجھا۔ مگر پورا پھر بھی نہیں سمجھا۔ درحقیقت اگر وصیت کو غور سے پڑھا جائے تو یوں کہنا پڑتا ہے۔ کہ واہ او مرزا تو نے اسلام کی جڑیں مضبوط کر دیں۔ واہ او مرزا تو نے انسانیت کی جڑیں ہمیشہ کے لئے مضبوط کردیں۔ اللھم صلی علیٰ محمدٍ وعلیٰ اٰل محمدٍ وعلیٰ عبدک المسیح الموعود وبارک وسلم انک حمیدٌ مجید۔ (نظامِ نو، صفحہ:۱۱۱)

چنانچہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جب یہ تحریک کی تب سے جماعتِ مؤمنین کا حال یہ ھیکہ یہ فکر لگ گئی کہ کس طرح اس نظام میں شامل ہوں اور دوسروں کو شامل کریں۔ پھر اپنی ایمانی حالت کو مزید مزین کرنے لگے۔ قربانی کے معیار کو بلند سے بلند تر کرتے چلے گئے۔ اور بالآخر یکے بعد دیگرے اس نظام میں شامل ہونے لگے۔ اور اس رسی کو مضبوطی سے پکڑنے لگے۔ خاکسار ایک ایسے طبقہ کا ذکر کرنا چاہتا ہے جو کہ اس تحریک میں ہی نہیں بلکہ ہر تحریک میں اپنے تئیں سو جان سے نثار کرنے کے لئے ہمہ تن تیار ہیں۔ اِن شاء اللہ ایک دن اِن لوگوں کے ایمانی جرأت و نور سے سارا جگ روشن ہو جائیگا۔

جس طبقہ کا خاکسار نے ذکر کیا ہے وہ طبقہ جامعہ احمدیہ کے طلبہ کا ہے۔ لاریب حضور کی تحریک کو انہوں نے صمیمِ قلب اور اپنے ایمان و عمل صالح سے دہرایا۔ اور حبل اللہ کو مضبوطی سے تھام کر ساری دنیا کے لئے ایک نمونہ بن گئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جامعہ کے تمام طلبہ سوائے چند کے نظامِ وصیت میں شامل ہو گئے ہیں۔ بظاہر جامعہ احمدیہ کے طلبہ تہی دست ہیں مگر دل کے بادشاہ ہیں۔ اس طبقہ کے خلیفۂ وقت کی آواز پر والہانہ لبیک کو جو حبل اللہ سے سچی وابستگی رکھنے والی ہے دیکھ کر جنگِ حنین کا واقعہ یاد آتا ہے کہ:-

''جب ایک بڑی تیرانداز قوم حنین کے مقام پر مسلمانوں پر تیراندازی کرنے لگی اور مسلمانوں کے لئے صرف ایک تنگ راستہ چھوڑ دیا۔ اکثر سپاہی ٹیلوں کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گئے اور بعض مسلمانوں کے سامنے اونٹوں پر سوار صف آرا ہو گئے۔ مسلمانوں نے دھوکہ کھا کر یہ سمجھا کہ دشمن صرف سامنے ہی ہیں دھاوا بول دیا۔ اور جب کافی آگے نکل گئے تو افواجِ کفار نے سامنے سے حملہ کر دیا۔ اور پہلوؤں سے تیراندازوں نے بے تحاشا تیر برسانے شروع کر دیئے۔ مکہ کے لوگ جو دو ہزار کے قریب تھے دو طرفہ حملوں کو برداشت نہ کرتے ہوئے مکہ کی طرف بھاگے۔ یہ دیکھ کر مسلمانوں کے گھوڑے اور اونٹ بھی پیچھے کی طرف زور شور سے بھاگے۔ چند صحابہ کے ساتھ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم دشمنوں کا مقابلہ کرتے رہے۔ اور کمال بہادری دکھاتے ہوئے میدانِ جنگ میں عِبادُ العزیز بن کر ڈٹے رہے۔ اور اپنے اقدام کو پیچھے ہٹانے سے پابردار رہے۔ اُدھر بعض صحابہ اپنے اونٹوں گھوڑوں اور خچروں کے باگوں کو کھینچتے مگر وہ بسبب بدکنے کے میدان جنگ کی طرف لوٹنے کا نام تک نہ لیتے۔ اب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حال سننے اور جان و جسم پر جوش پیدا کرنے کا موقعۂ وافر حاصل کرنے کا مقام ہے۔ کہ آپؐ کی خچر کی باگ جب حضرت ابوبکرؓ نے پکڑ لی اور کہا کہ یا رسول اللہ تھوڑی دیر کے لئے پیچھے ہٹ جائیں حتیٰ کہ اسلامی لشکر جمع ہو جائیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ابوبکرؓ میری خچر کی باگ چھوڑ دو۔ پھر آپ آگے بڑھے اور تیر کے بوچھاڑ میں سے گزرتے جاتے اور کہتے:-

انا النبی لا کذب

ان ابن عبدالمطلب

پھر آپؐ نے اپنے ایک صحابی سے اعلان کروایا کہ:-

''اے وہ صحابہ! جنہوں نے حدیبیہ کے دن درخت کے نیچے بیعت کی تھی اور اے وہ لوگو! جو سورۃ بقرۃ کے زمانے سے مسلمان ہو۔ خدا کا رسول تم کو بلاتا ہے۔ اے انصار خدا کا رسول تم کو بلاتا ہے۔ اور اے مہاجرین اللہ کا رسول تم کو بلاتا ہے۔''

آپؐ نے اس اعلان میں محمدؐ کا واسطہ دے کر نہیں بلایا۔ بلکہ اللہ کے رسول کا واسطہ دے کر بلایا۔ پھر دیکھیں کہ صحابہ کا کیا حال ہوا۔ جو صحابہ اونٹوں اور گھوڑوں کو واپس لانے کی کشمکش میں تھے آواز سنتے ہی یہ خیال کرنے لگے کہ ہم یوم حشر کے موقعہ پر خدا تعالیٰ کے سامنے حاضر ہیں اور اس کے فرشتے ہم کو حساب دینے کے لئے بلا رہے ہیں۔ رسول کی آواز کان پر پڑتے ہی ان کی کیفیت بدل گئی۔ انہوں نے تلواریں اٹھالیں اور اونٹوں گھوڑوں سے کودتے ہوئے اور ساری دنیا کو پیچھے چھوڑتے ہوئے رسول کی آواز پر لبیک کہا اور دیوانے مجنوں وار ہو کر اپنے رسول کی طرف دوڑنے لگے۔ بعض نے اپنی تلواروں سے اپنے اونٹوں کی گردنیں کاٹ دیں اور پھر شجاع کارانہ انداز میں

از خود پیدل ہی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھاگے۔ صحابہ کہتے تھے کہ اس روز انصار رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس قدر دوڑتے تھے کہ جس طرح اونٹنیاں اور گائیں اپنے بچے کے چیخنے کی آواز سن کر اس طرف دوڑ پڑتی ہیں۔ پھر یکجائی صورت میں لڑکر تھوڑی دیر کے اندر دشمن کو شکست دے دی۔

قارئین حضرات!

اب ذرہ غور کریں کہ کس قدر صحابہ نے جاں نثاری کا حق ادا کیا۔ ان کا یہ اسوہ حسنہ صرف اُس زمانہ و مکان کے لئے محدود نہیں تھا۔ بلکہ آج بھی جاری و ساری ہے۔ آج ان کے نمونے کو جماعتِ احمدیہ کے مخلصین کے ذریعہ ہم عکسی طور پر دیکھ سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس پیاری جماعت کے ہر فرد کو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ کبھی بھی کسی بھی موقعہ پر اپنے ہاتھ سے اس حبل اللہ کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوگا۔ کبھی بھی وہ ان نظاموں سے اپنے تئیں بعید نہیں رکھے گا کبھی بھی مومن نظامِ خلافت اور نظامِ وصیت سے دور نہیں رہے گا۔ یہ وہ حبل اللہ ہے جسے حضرت مسیح موعودؑ نے اللہ تعالیٰ سے پاکر مومنین کے ہاتھوں میں تھما دیا ہے۔ جماعتِ مومنین ہر حال میں اس رسی کو نہیں چھوڑ سکتے۔

سوائے اسلام اور احمدیت کے سچے فدائیو۔ اور حبل اللہ کو تھامے رکھنے والے خلافتِ احمدیہ کے سچے محبو! آج سے ہی یہ عہد کرلو کہ جنگِ حنین کے صحابہ کے مانند اپنی سب چیزوں کو قربان کرتے ہوئے خلیفۂ وقت کی پرشوکت آواز پر لبیک کہنے والے بنو۔ اس کی ہر بات پر صحابہ جیسے عمل کرو کہ جنہوں نے کہا سمعنا واطعنا۔ کہ پس آواز کان پر پڑ گئی اب تاخیر کی کوئی گنجائش ہی نہیں رہی۔ اور ایسی فدا کاری و جاں نثاری کا نمونہ قائم کرو کہ بدری صحابہؓ سے پوچھنے پر کہا کہ یا رسول اللہ ہم آپؐ کے آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی آپؐ کے دائیں بھی لڑینگے اور بائیں بھی۔ اور دشمن آپ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ ہماری لاشوں کو روند نہ لے۔ ایسے نمونوں کی وجہ سے عرش سے خدا بھی بول اٹھا:۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ

اللہ کرے کہ جماعتِ احمدیہ کے ہر بندۂ مومن سے بھی خدا کا یہی سلوک رہے۔ کہ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔ آمین

صد سالہ خلافت جوبلی کے موقعہ پر میرے دلی جذبات

جیسا کہ قارئین کو علم ہے کہ صد سالہ خلافت جوبلی کے موقعہ پر مشکوٰۃ کا خلافت جوبلی نمبر شائع کیا جا رہا ہے جس کے لئے تیاری چل رہی ہے۔ اس شمارہ میں مندرجہ بالا عنوان کے تحت مشکوٰۃ کے قارئین کے جذبات کو بھی خصوصی جگہ دی جائے گی تمام قارئین مشکوٰۃ سے گزارش ہے کہ وہ اپنے جذبات مختصر اور جامع رنگ میں ضبط تحریر میں لاکر جتنی جلدی ہو سکے ارسال کریں تا کہ بروقت ملنے پر شائع ہوسکیں۔ (ادارہ)

She
COLLECTIONS
KANNUR
Fort Road
Ph.: 0497 - 2707546
South Bazar
Ph.: 0497 - 2768216

تربیت اولاد اور قرآن کریم

(منجانب: مُرید احمد ڈار، جامعہ احمدیہ قادیان)

اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں یہ بات ودیعت رکھی ہے کہ اسکے دل میں اولاد کی خواہش پیدا ہو۔ بلکہ ہر وقت انسانکو اسکی ضرورت ہے کہ اسکی کوئی اولاد ہو جو اسکی ضرورت پر اسکے کام آسکے۔ چنانچہ جو انسان بھی اس دنیا میں آتا ہے وہ ضرور اس بات کا خواہش مند ہوتا ہے۔ بعض لوگ جن کو شادی کے بعد کوئی اولاد نہیں ہوتی۔ وہ دیوانوں کی طرح پیر فقیروں کے پاس جاتے ہیں اور مختلف قسم کی تدابیر اختیار کرتے ہیں کہ انکے ہاں اولاد ہو اور جن لوگوں کی خواہش کو اللہ تعالیٰ پورا کرتا ہے۔ ان میں سے اکثر اللہ تعالیٰ کی اس عظیم الشان نعمت کو ضائع کر دیتے ہیں۔ اکثر اس بات کا خیال نہیں رکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو اولاد عطاء کی اس کو ہم دیندار بنائیں۔ اور اس کو اچھے برے کی تمیز کرنا سکھائیں۔ اور اسکے دین دار اور نیک چلن بننے کے لئے ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ لیکن ہوتا اسکے برعکس ہے۔ اکثر والدین ایسے ہوتے ہیں جو اپنے بچوں کو اس امید سے پال رہے ہوتے ہیں کہ کل جا کے یہ ہماری وراثت کو سنبھال لے گا۔ اور بعض والدین تو ایسے ہوتے ہیں جو لاڈ پیار کی وجہ سے اپنے بچوں کو اتنا دلیر بنا دیتے ہیں کہ انکو اس بات کا احساس نہیں رہتا کہ ہم غلط کر رہے ہیں۔ ایک مشہور حکایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک لڑکا ایک انڈا چرا کر لے آتا ہے اس پر اسکی ماں اسے شاباشی دیتی ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ آہستہ آہستہ ایک جرائم پیشہ بن جاتا ہے۔ جسکی وجہ سے حکومت اس لڑکے کو پھانسی پر لٹکانے کا فیصلہ سنا دیتی ہے۔ آخری وقت میں لڑکے سے پوچھا جاتا ہے کہ تمہاری کوئی آخری خواہش ہے۔ لڑکے نے اپنی ماں سے ملنے کی خواہش کی۔ لڑکے نے اپنی ماں سے کہا کان قریب کرو مجھے ایک بات بتانی ہے۔ ماں نے کان قریب کیا تو لڑکے نے اپنی ماں کا کان کاٹ کھایا۔ لڑکے سے دریافت کیا گیا کہ تو نے اپنی ماں کا کان کیوں کاٹ کھایا۔ لڑکے نے جواب دیا کہ اگر اس ماں نے مجھے پہلی دفعہ روکا ہوتا جب میں نے شروعات کی تھی تو شاید آج یہ نوبت نہ آتی۔

اولاد کی تربیت نہ کر کے لوگ یہ بات بھول رہے ہوتے ہیں کہ ہم نہ صرف اپنی نسل کو نقصان پہنچا رہے ہیں بلکہ ہم پوری قوم کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ کیونکہ ایک قوم کی ترقی اور تباہی کا انحصار اس قوم کی نسل پر ہے۔ اگر قوم کی ترقی کو آگے لے جانے کا کوئی ذریعہ ہے تو یہی نسلیں ہی ہیں۔ اس کمی کی سب سے بڑی اور تازہ ترین مثال آج کل کے مسلمان ہیں۔ کہ اس زمانہ کا امام انکے سامنے اعلان کر رہا ہے اور اصلاح کی طرف بلاتا ہے اور ایسے وقت میں اعلان کر رہا ہے کہ زمانہ متقاضی ہے۔ لیکن انکی ایسی بدتر حالت ہے کہ نہ صرف آپؑ کے اعلان کا انکار کرتے ہیں بلکہ آپؑ کے پیروکاروں پر کفر کا فتویٰ لگا دیتے ہیں۔ ایک یہ ہیں اور ایک انکے آباء اُن بیچاروں کی عمریں اس انتظار میں بیت گئیں کہ ایک امام الزمان نے مبعوث ہونا ہے۔ ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر یہ نسلیں کہاں سے پیدا ہوئیں۔ جو اپنے پہلوؤں کے خیال کے بالکل مخالف ہیں۔

اس کا جواب حضرت مصلح موعودؓ نے یوں فرمایا ہے:-

’’یہ سوال اہم سوال ہے (یعنی بچوں کی تربیت کا) کہ کسی قوم کی بہتری کا دارومدار اسی پر ہوتا ہے۔ ہمیشہ جو قومیں تباہ ہوئی ہیں اسی وجہ سے ہوئی کہ پہلے لوگ مر گئے اور پچھلے اُن کے قائمقام نہ بن سکے۔ اگر حضرت ابوبکرؓ کا قائمقام ابوبکرؓ پیدا ہو جاتا اگر حضرت عمرؓ کا قائمقام عمرؓ پیدا ہو جاتا۔ اگر حضرت عثمانؓ کا قائمقام عثمان پیدا ہو جاتا۔ اگر حضرت علیؓ کا قائمقام علیؓ پیدا ہو جاتا۔ اسی طرح طلحہؓ کا، زبیرؓ اور دوسرے صحابہ کے قائمقام پیدا ہوتے اور پھر اُنکے قائمقام ہوتے پھر اُن کے اور یہی سلسلہ چلتا رہتا تو آج اسلام میں ایسے مولوی کیوں پیدا ہوتے۔ جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ پر کفر کے فتوے دیئے اور آپکے راستے میں روکیں ڈالیں۔ کیا شروع سے مسلمان ایسے ہی تھے۔ ہر گز نہیں۔ ان کے پیدا ہونے کی وجہ ہی ہے کہ پہلوں کی نسلیں ان کی قائمقام نہ پیدا ہوئیں۔ پس کسی قوم میں جس قدر خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اسکی وجہ ہی ہوتی ہے کہ آئندہ اولادیں ماں باپ کے نقش قدم پر نہیں چلتیں۔‘‘

قرآن کریم ایک ایسا جامعہ نسخہ ہے جو ہر لحاظ سے انسانوں کی رہنمائی کرتا ہے۔ہم تربیت اولاد کے موضوع کو دیکھیں تو قرآن نے کئی ایسی مثالیں بیان کی ہیں جو والدین اور اولاد دونوں کے حق میں قابل نمونہ ہے۔ والدین کی اس امر کی طرف توجہ پھیری کہ وہ کس رنگ میں اولاد کی تربیت کریں۔اور انکی تربیت کے نتیجہ میں اولاد کا کیسا ردعمل ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے ایسے والدین کے لئے جو اولاد کی تربیت سے جان بوجھ کر انحراف کرتے ہیں فرمایا:-

وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ. نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ. اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا. (بنی اسرائیل:۳۲)

اسکی تفسیر میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ قتل سے مراد اخلاقی روحانی قتل بھی ہوسکتا ہے کہ روپیہ کے خرچ کے ڈر سے اچھی تعلیم نہیں دلاتے اور گویا بچہ کی اخلاقی یا روحانی موت کا موجب ہو جاتے ہیں اس آیت میں اللہ تعالیٰ مومنوں کو نصیحت کرتا ہے کہ اس فعل سے اجتناب کریں اور وہ اخراجات جو بچوں کی صحت اور اخلاقی درستی کے لئے ضروری ہیں۔اُن سے کبھی دریغ نہ کیا کریں۔اور قتل کا لفظ اسلئے استعمال کیا ہے کہ اولاد کو قتل کرنے سے انسان فطرتاً تنفر کرتا ہے۔پس اس لفظ کے استعمال سے اسکی توجہ اس طرف پھیری ہے کہ تم کسی صورت میں بھی اولاد کو اپنے ہاتھ سے قتل کرنے پر تیار نہیں ہوتے۔لیکن یہ نہیں سوچتے کہ ایک اور قسم کے قتل کے تم مرتکب ہو رہے ہو۔یعنی اولاد کی خوراک اور لباس کا خیال نہیں رکھتے اور اُن کی صحتوں کو برباد کر دیتے ہو۔ یا ان کی تربیت کا خیال نہیں رکھتے اور ان کی اخلاق کو برباد کر دیتے ہو۔

قرآن کریم نے والد کے لئے حضرت ابراہیم کو نمونۃً پیش کیا ہے۔ چنانچہ ابراہیمؑ نے شروع سے ہی نیک اور صالح اولاد کی خواہش کی اور ہمیشہ اس بارے میں اللہ تعالیٰ سے کچھ اس رنگ میں دعا گو ہوتے۔

رب هَبْ لی مِنَ الصّٰلِحِيْنَ O (الصّٰفّٰت:۱۰۱)

یعنی اے میرے رب مجھے صالحین میں وارث عطا کر۔تو اللہ تعالیٰ نے آپکی اس دعا کو اس رنگ میں قبول کیا کہ۔

فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ یعنی پس ہم نے اسے ایک بردبار لڑکے کی بشارت دی۔یہی بچہ ابراہیمؑ کی نیک تربیت میں پلا اور آگے چل کر اسی تربیت کی وجہ سے اسنے ایک ایسا نمونہ دکھایا کہ جس طرح اسکے باپ ابراہیم نے ایک نمونہ قائم کیا اسی طرح بیٹوں کے لئے اس بچے نے بھی ایک نمونہ قائم کیا۔اس کا ذکر اس سورۃ کی اگلی آیتوں میں یوں ہے۔

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِى الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى.

تو نیک تربیت اور دعاؤں کے نتیجے میں پیدا ہونے والے اس بیٹے کا اسکے سوا اور کیا جواب ہوسکتا تھا۔فرمایا:-

قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ۔

ابراہیم نے اسماعیلؑ کو اسکی ماں کے ساتھ ایک بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑا صرف اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔

اور نیک باپ ہونے کی حیثیت سے ہمیشہ اپنی اولاد کے لئے یہ دعا کرتے تھے

رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ. رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ O غرض ہر موقعہ پر ابراہیمؑ نے یعنی اولاد کا بہترین باپ بن کر تربیت کی۔اسکی دلیل ہمیں سورۃ البقرہ کی ان آیات سے بھی ملتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو مخاطب ہو کے فرمایا کہ فرمانبردار بن جا۔چنانچہ آیت یوں ہے اِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ اَسْلِمْ. قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ O اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم ملنے پر حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹوں کو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی نصیحت فرمائی:-

يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ O

کہ اے میرے پیارے بچو! یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اس دین کو چُن لیا ہے۔پس ہرگز مرنا نہیں مگر اس حالت میں کہ تم فرمانبردار رہو۔

اسکے بعد اگلی آیت میں یعقوب کا ذکر آتا ہے کہ موت کے وقت اُسنے اپنے بچوں سے یہی نصیحت فرمائی کہ:-

اے میرے پیارے بچو! کیا ہے جس کی تم میرے بعد عبادت کروگے۔ انہوں نے کہا ہم عبادت کرتے رہیں گے تیرے معبود کی اور تیرے اجداد ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق کے معبود کی جو ایک ہی معبود ہے اور اُسی کے ہم فرمانبردار رہیں گے۔ گویا اسکے بچوں نے یہ گواہی دی کہ اے ہمارے مربی جس معبود کی عبادت تو نے خود کی اور ہمیں بھی بچپن سے ہی اسکی عبادت کا حکم دیا اور اسی طرح ہم بھی اس پیغام کو اپنی نسلوں تک پہنچائیں گے اور یہ سلسلہ ہمیشہ اسی طرح آگے بڑھتا چلا جائے گا۔

اسکے بعد قرآن کریم نے لقمانؑ کی ان نصائح کو بیان فرمایا جو اس نے اپنے پیارے بیٹے سے کی۔

واذ قَالَ لُقْمٰنُ لابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌO

اور جب لقمانؑ نے اپنے بیٹے سے کہا جب وہ اسے نصیحت کر رہا تھا کہ اے میرے پیارے بیٹے! اللہ کے ساتھ شریک نہ ٹھہرا۔ یقیناً شرک ایک بہت بڑا ظلم ہے۔

يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِى صَخْرَةٍ اَوْفِى السَّمٰوٰتِ اَوْفِى الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ. اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌO

اے میرے پیارے بیٹے! یقیناً اگر رائی کے دانے کے برابر بھی کوئی چیز ہو پس وہ کسی چٹان میں دبی ہوئی ہو یا آسمانوں یا زمین میں کہیں بھی ہو، اللہ اسے ضرور لے آئے گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بہت باریک بین (اور) باخبر ہے۔

يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ. اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمورِO

اے میرے پیارے بیٹے نماز کو قائم کر اور اچھی باتوں کا حکم دے اور ناپسندیدہ باتوں سے منع کر اور اس (مصیبت) پر صبر کر جو تجھے پہنچے۔ یقیناً یہ بہت اہم باتوں میں سے ہے۔

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِى الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍO

اور (نفرت سے) انسانوں کے لئے اپنے گال نہ پھلا اور زمین میں یونہی اکڑتے ہوئے نہ پھرو۔ اللہ کسی تکبر کرنے والے (اور) فخر و مباہات کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

وَاقْصِدْ فِى مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ. اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِO (سورۃ لقمن)

اور اپنی چال میں میانہ روی اختیار کر اور اپنی آواز کو دھیما رکھ کو یقیناً سب سے بری آواز گدھے کی آواز ہے۔

قارئین کرام غور فرمائیں کہ کس قدر بچہ کی تربیت کا خیال رکھا گیا ہے۔ پہلے اُسے دنیا کی ملونی اور اسکی رنگینیوں سے ہوشیار کیا۔ اور یہ بتایا کہ اس دنیا میں سے کوئی ایسی چیز نہ ہو جسکی محبت تجھے اللہ تعالیٰ سے غافل کر دے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ خبیر اور لطیف ہے وہ ہر اس چیز کو جانتا ہے جو خواہ اپنی ذات میں ایک دانے کی جتنی حیثیت رکھتی ہو۔ اسکے بعد نماز قائم کرنے کا حکم دیا۔ اور ان آیات کریمہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف اسکو یہ فرمایا کہ ان نصائح پر عمل کر بلکہ تو دوسروں کو بھی نیکی کا حکم دے اور بدی سے روک اور فرمایا اس دنیا میں اللہ تعالیٰ تجھے امتحانوں میں بھی ڈالے گا مگر اے میرے پیارے بیٹے تو ان پر صبر کرنا۔ غرض ہر قسم کے اخلاقِ حسنہ سے اسکو روشناس کیا۔ ہر وہ غلطی جو بچے سے ہوتی ہے اس سے اپنے بیٹے کو مطلع کیا۔ اور دوسری طرف سے یہ بھی فرمایا کہ اگر تو نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ ایسا ایسا سلوک کرے گا۔

تربیت اولاد کی باگ ڈور ماں کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ اور ایک ماں ہی ہے جو بچے کے ساتھ زیادہ لگاؤ رکھتی ہے اور طبعی طور پر بچے کو بھی ماں ہی کے ساتھ زیادہ لگاؤ رہتا ہے۔ اسلئے ماں پر تربیت اولاد کی ذمہ داری زیادہ عائد ہوتی ہے۔ اور لڑکوں اور لڑکیوں میں زیادہ خیال لڑکی کا رہنا چاہیے۔ کیونکہ وہ آئندہ ہونے والی ماں ہے۔ کہتے ہیں ایک کالج میں ٹیچر نے لڑکیوں سے یہ پوچھا کہ تم کیا بننا چاہتی ہو۔ کسی لڑکی نے کہا میں ڈاکٹر بننا چاہتی ہوں۔ کسی نے کہا فلاسفر۔ کسی نے کہا انجنیئر تو کسی نے کچھ اور۔ لیکن ایک لڑکی ان میں سے یہ جواب دیتی ہے کہ میں ایک اچھی ماں بننا چاہتی ہوں۔ اسپر موجود تمام

لڑکیوں نے اس لڑکی کا مزاق اڑایا۔لیکن ٹیچر نے صرف اس لڑکی کے جواب کو سب سے زیادہ درست مانا اور کہا کہ اس کا تو تمہیں علم نہیں کہ تم جو چاہتی ہو وہ بنو گی مگر ماں تو تم سب نے بننا ہے۔اسلئے یہ خواہش رکھو کہ ایک اچھی ماں بنو تا کہ تمہاری وجہ سے قوم میں اور بھی اچھی تربیت یافتہ نسلیں پیدا ہوں۔

چنانچہ قرآن کریم نے مخلوق خدا کو اس امر میں بھی رہنمائی فرمائی۔اور کہا کہ تم عمران کی عورت کی طرح یہ دعا کرو۔

رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ مَافِی بَطْنِیْ مُحَرَّراً فَتَقَبَّلْ مِنِّی. اِنَّکَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ O

چنانچہ عمران کی عورت ایک بچی کو جنم دیتی ہے۔اور اپنے رب سے مخاطب ہوتی ہے اے میرے رب میں نے تو بچی کو جنم دیا۔مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تو نہیں جانتی کہ تو نے کس کو جنم دیا ہے۔پس اللہ تعالیٰ اسکی نذر کو قبول فرماتا ہے۔اور اللہ تعالیٰ اسکو عمدہ طور پر بڑھاتا ہے۔اور ذکریاؑ کو اسکا کفیل بنایا۔اور بالآخر اللہ تعالیٰ نے اسی لڑکی یعنی مریمؑ کو آئندہ کے لئے پاک باز مومن عورتوں میں ایک مثالی نمونہ کے طور پر پیش کیا۔

اسی آیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت مرزا طاہر احمدؒ خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ایک عظیم الشان تحریک ''تحریک وقف نو'' کی بنیاد رکھی۔پس احمدی ماؤں کو چاہئے کہ عمران کی عورت کی طرح یہ نذر مان لے تا کہ اللہ تعالیٰ اسکے نتیجہ میں ان بچوں کے مناسب مربی بہم فرمائے۔اللہ تعالیٰ ایسے سامان مہیا فرما دے جن کے ذریعہ پیدا ہونے والی نسلیں ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے ہوں۔

اس ضمن میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

''ہم میں سے ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ اپنے آئندہ نسلوں تک اسلام کی تعلیم کو محفوظ رکھتا چلا جائے۔اور در حقیقت اسی غرض کے لئے میں نے خدام الاحمدیہ کی انجمن قائم کی ہے۔تا جماعت کو یہ احساس ہو کہ اولاد کی تربیت ان کا اہم ترین فرض ہے۔رسول کریمؐ نے یہ نکتہ ایسے اعلیٰ طور پر بیان فرمایا ہے کہ اسے دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔یہ امر ہر شخص جانتا ہے کہ لڑکوں اور لڑکیوں کی اصلاح میں سے مقدم اصلاح لڑکیوں کی ہوتی ہے۔کیونکہ وہ آئندہ نسل کی مائیں بننے والی ہوتی ہیں اور ان کا اثر اپنی اولاد پر بہت بھاری ہوتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جو قوم عورتوں کی اصلاح کی طرف توجہ نہیں کرتی اس قوم کے مردوں کی بھی اصلاح نہیں ہوتی۔اور جو قوم مردوں اور عورتوں دونوں کی اصلاح کی فکر کرتی ہے، وہی خطرات سے بالکل محفوظ ہوتی ہے۔رسول کریمؐ نے اس نکتہ کو کیا لطیف پیرائے میں بیان فرمایا ہے۔آپؐ ایک دفعہ مجلس میں بیٹھے تھے۔صحابہؓ آپکے کے گرد حلقہ باندھے تھے۔آپؐ نے فرمایا جس مسلمان کے گھر میں تین لڑکیاں ہوں اور وہ ان کی اچھی تعلیم و تربیت کرے تو اس مسلمان کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت واجب ہو جاتی ہے۔اب بظاہر کوئی ایسا شخص جو قومی ترقی کے اصول سے ناواقف ہو کہہ سکتا ہے کہ یہ کونسی بات ہے۔بھلا تین لڑکیوں کی اصلاح سے جنت مل سکتی ہے۔وہ سمجھتا ہے کہ تین لڑکیوں کی تربیت کوئی ایسی اہم بات نہیں حالانکہ جو شخص تین لڑکیوں کی اچھی تربیت کرتا ہے وہ صرف تین کی ہی تربیت نہیں کرتا بلکہ ہزاروں لاکھوں اسلام کے خادم پیدا کرتا ہے۔کیونکہ وہ لڑکیاں اچھے لڑکے پیدا کرنے کا موجب بنیں گی اور وہ لڑکے اسلام کے لئے اچھے قربانی کرنے والے ثابت ہوں گے۔آج کل لوگوں کی یہ عادت ہے کہ وہ ایک کان سے بات سنتے اور دوسرے کان سے نکال دیتے ہیں۔

جب حضورؐ نے یہ بات فرمائی تو وہ لوگ جن کی صرف ایک لڑکی تھی افسردہ ہو گے اور مغموم ہو گئے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہؐ اگر کسی کی تین لڑکیاں نہ ہوں بلکہ ایک لڑکی ہو تو وہ کیا کرے؟ آپؐ نے فرمایا اگر کسی کی ایک ہی لڑکی ہو اور وہ اسے اچھی تعلیم دے اور اس کی اچھی تربیت کرے تو اس کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت واجب ہو جاتی ہے۔گویا رسول کریمؐ نے اس حدیث کے ذریعہ یہ نکتہ ہم کو بتایا ہے کہ قومی نیکیوں کے تسلسل کو قائم رکھنا انسان کو جنت کا مستحق بنا دیتا ہے۔کیونکہ جو قومی تسلسل قائم رکھتا ہے وہ دنیا میں ہی ایک جنت پیدا کرتا ہے۔اور یہی قرآن کریم نے بتلایا ہے کہ جسے اس دنیا میں جنت ملی اسے ہی اگلے جہاں میں جنت ملے گی۔جو اس جہاں میں

اندھا رہا وہ اگلے جہاں میں بھی اندھا رہے گا اور جو اس جہاں میں آنکھوں والا ہے وہی اگلے جہاں میں بھی آنکھوں والا ہے۔تو جو شخص اپنی لڑکی کی تربیت اچھی کرتا ہے۔اس میں دین کی محبت پیدا کرتا ہے اور اسے خدا تعالیٰ کے احکام کا فرمانبردار بناتا ہے وہ ایک لڑکی کی تربیت نہیں کرتا بلکہ ہزاروں نیک اور پاک خاندان پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔پس چونکہ وہ دنیا میں نیکی کا ایک محل تیار کرتا ہے۔اس لئے اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے کہ چونکہ اس نے اسلام کے مکان کی حفاظت کا سامان مہیا کیا ہے اس لئے میں بھی قیامت کے دن اس کے لئے ایک عمدہ محل تیار کروں گا۔'' (بحوالہ مشعل راہ صفحہ:۸۴-۸۵)

بچپن میں جو بری عادتیں لگ جاتی ہیں تو ساری عمر انکا ازالہ ہونا مشکل امر ہے۔اور جن باتوں کی درستی ماں باپ بچپن میں کر دیتے ہیں ساری عمر وہ عادتیں بچے کا شعار بنتی ہیں۔عام طور پر بچے کو دو لوگوں سے واسطہ رہتا ہے ایک والدین اور دوسرے اساتذہ۔ان دونوں کو یہ مدنظر رہنا چاہئے کہ یہ بچہ اسلامی آداب سے محروم نہ رہے۔مثلاً

(۱) کوئی بچہ ایسا نہ ہو جس میں جھوٹ بولنے کی عادت ہو۔

(۲) کوئی بچہ ایسا نہ ہو جس کو جھگڑنے اور گالی دینے کی عادت ہو۔

(۳) کوئی بچہ ایسا نہ ہو جس میں چوری کرنے کی عادت ہو۔

(۴) کوئی بچہ ایسا نہ ہو۔جو بڑوں کی اطاعت نہ کرتا ہو۔

(۵) کوئی بچہ ایسا نہ ہو جو پنج گانہ نماز نہ پڑھتا ہو۔

(۶) کوئی بچہ ایسا نہ ہو جو اپنے کام میں سستی کرتا ہو۔

(۷) کوئی بچہ ایسا نہ ہو جو دین کے کاموں کو ترک کرتا ہو۔

غرض ان سب امور کو مدنظر رکھنا چاہئے جو بچے کی بنیاد کو فائدہ پہنچانے والے ہوں۔بالخصوص اس بات کو خاص طور پر ملحوظ رکھیں کہ بچہ کسی طرح جھوٹ کا عادی نہ بنے۔کیونکہ جھوٹ ہی تمام گناہوں کا در کھول دیتا ہے۔اور اسکو چھوڑنے سے انسان تمام بدیوں سے نجات حاصل کرتا ہے۔

بعض دفعہ یہی اسلامی آداب ہی کئی اچھے نتائج پیدا کرتے ہیں۔ایک مشہور واقعہ ہے۔

ایک نیک ماں اپنے بچے کو ہمیشہ تربیت کرتی رہتی ہے۔ایک دن وہ بچہ حصول پڑھائی لے لئے نکلتا ہے تو اسکی ماں اسکو نصیحت کرتی ہے کہ کچھ بھی ہو جھوٹ کبھی نہیں بولنا اور اسے کچھ اشرفیاں دے کر ایک قافلے کے ساتھ روانہ کرتی ہے۔اس قافلے کو راستے میں لوٹیرے لوٹ لیتے ہیں جب اس بچے کی باری آئی تو لوٹیروں نے بچے سے پوچھا کیا تمہارے پاس کوئی مال ہے بچہ ماں کی نصیحت کو یاد کر کے وہ اشرفیاں اندر والے جیب سے نکالتا ہے۔وہ لوٹیرے اسے اپنے سردار کے پاس لے جاتے ہیں سردار بچے سے پوچھتا ہے کہ تم نے ایسا کیوں کیا جبکہ تمہارے پیسے محفوظ جگہ پر تھے۔بچہ جواباً کہتا ہے کہ میری ماں نے مجھے نصیحت کر رکھی ہے کہ جھوٹ کا سہارا نہیں لینا۔بچے کے اس بیان سے سردار متاثر ہو کے اپنے تمام ساتھیوں سمیت اس کام سے توبہ کر لیتا ہے۔یہ بچہ حضرت عبد القادر صاحب جیلانیؒ تھے۔پس یہ ماں کی ہی تربیت تھی کہ آگے جا کر یہی بچہ روحانیت کے کئی مدارج طے کرتے ہوئے مجدد کا مقام پاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے شرفِ مکالمہ اور مخاطبہ سے نوازتا ہے۔

اسکے بعد سب سے اہم امر یہ ہے کہ بچے کو نماز پڑھنے کی توجہ دلائی جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے والدین کو اسکا حکم قرآن کریم میں یوں دیا۔

وَامُرْ اَھلَکَ بالصَّلٰوۃِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْھَا. لَا نَسْئَلُکَ رِزْقًا. نَحْنُ نَرْزُقُکَ. وَالعاقبۃ لِلتقویٰO(طٰہٰ:۱۳۴)

اور تو اپنے اہل کو نماز کی تاکید کرتا رہ اور تو خود بھی اس (نماز) پر قائم رہ ہم تجھ سے رزق نہیں مانگتے۔بلکہ ہم تجھے رزق دے رہے ہیں اور انجام تقویٰ ہی کا بہتر ہوتا ہے۔

اس آیت کریمہ میں واضح طور پر والدین کے لئے یہ حکم ہے کہ اس شرط کے ساتھ اپنے اہل کو نماز کا حکم دیں کہ وہ خود بھی نمازی ہوں۔اسکو نہ صرف نماز تک محدود رکھنا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ تمام مخلوق کے لئے اپنی کتاب میں لکھ چھوڑا ہے کہ تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو تم خود نہیں کرتے۔ایک تو یہ کہ ایسا کر کے خلاف شریعت کرتے ہو دوسرا یہ کہ بچے پر اس بات کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔

اس امر میں رسول کریمؐ بھی ہماری رہنمائی فرماتے ہیں چنانچہ آپ ﷺ فرماتے ہیں:-

مُرُو اولادکم بالصلوٰۃ وھم ابناء سبع سنین و اضربوھم علیھا وھم ابناء عشر سنین ...

حضرت مصلح موعودؓ اس ضمن میں فرماتے ہیں:-

''بچوں کے اخلاق اور عادات کی درستی اور اصلاح کے لئے میرے نزدیک سب سے زیادہ ضروری امر نماز باجماعت ادا کرنے کی عادت ڈالنی چاہئے۔ میں نے اپنے تجربہ میں نماز باجماعت سے بڑھکر کوئی چیز نیکی کے لئے ایسی مؤثر نہیں دیکھی سب سے بڑھکر نیکی کا اثر کرنیوالی نماز باجماعت ہے۔ میرے نزدیک اُن ماں باپ سے بڑھ کر اولاد کا کوئی دشمن نہیں جو بچوں کو نماز باجماعت ادا کرنے کی عادت نہیں ڈالتے۔ (بحوالہ مشعل راہ)

اللہ تعالیٰ باپوں میں سے ہر ایک کو ابراہیم کا نمونہ اختیار کرنے کی توفیق دے تا کہ اسکے نتیجہ میں پیدا ہونے والی اولاد اسماعیل کا نمونہ اختیار کرنے والے ہوں۔ اور ماؤں کو عمرانؑ کی عورت کا نمونہ اختیار کرنے کی توفیق دے تا کہ اسکے نتیجہ میں مریمؑ جیسی بیٹیاں پیدا ہوں اور ہر دو گروہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے ہوں کیونکہ آئندہ زمانہ ایسا آنے والا ہے انشاء اللہ جب جماعت کو اس قسم کے واقفین اور واقفات کی ضرورت ہوگی۔

والدین کو اکثر یہ دعا کرنی چاہئے:-

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا. (الفرقان)

کہ اے ہمارے رب تو ہمیں اپنی ازواج میں سے اور اپنی زریت میں آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں بنا۔ ٹھیک اسی اسلوب کو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنایا ہوا تھا۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:-

یہ ہو میں دیکھ لوں تقویٰ سبھی کا
جب آئے وقت میری واپسی کا

لیکن اس آیت کریمہ سے پہلے یہ بتایا گیا کہ یہ دعا وہ لوگ کرتے ہیں۔ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ لغو کے پاس سے گزرتے ہیں تو وقار کے ساتھ گزرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی آیات پر بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے وہی لوگ ایسی دعا کرتے ہیں۔ پس ہمیں چاہئے کہ ہم یہ تمام قسم کے اعمال بجالا کر یہ دعا کریں تا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے گزرنے کے بعد ہماری زرّیت میں سے ایک متقیوں کی جماعت کو کھڑا کرے۔ اس زمانہ ہمیں ایسی دعاؤں کی بہت زیادہ ضرورت ہے جبکہ اکثر والدین اپنی اولادوں کی تربیت سے بے اعتنا ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس ذمہ داری کے نبھانے میں مدد فرمائے۔ ہمیں ہر وقت رسول کریم ﷺ کی یہ حدیث یاد رہنی چاہئے کہ:-

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ.

ترجمہ:- تم میں سے ہر ایک گڑریا ہے اور اس سے اس کے ریوڑ کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

خلافت جوبلی نمبر کے لئے تصاویر

تمام قائدین مجالس سے درخواست ہے کہ اُن کے پاس اگر اپنی مجالس کی کارگردگی کی تصاویر ہوں جو قابل اشاعت ہوں تو وہ فوری طور پر دفتر مشکوٰۃ کو ارسال کریں تا کہ انہیں خلافت جوبلی کے موقعہ پر شائع ہونے والے خصوصی شمارہ کی رونق بنایا جاسکے۔ خصوصی طور پر بک اسٹال، طبی کیمپ، معززین کو جماعتی لٹریچر دیتے ہوئے وغیرہ جیسی تصاویر۔ اسی طرح مساجد، جماعتی مشن ہاؤسز، ہسپتال، اسکول وغیرہ کی تصاویر اگر ہوں تو وہ بھی ارسال کریں۔ ان تصاویر کی تفصیل پشت پر ضرور لکھیں۔ جزاکم اللہ۔ (مینجر مشکوٰۃ)

اسلامی اذان کی فلاسفی

(یہ مضمون حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا رقم فرمودہ ہے اور ریویو آف ریلیجنز اکتوبر ۱۹۲۵ء میں شائع شدہ ہے۔ادارہ)

ہر مذہب میں عبادت باجماعت: جس قدر مدّون مذاہب ہیں ان میں نماز باجماعت ایک ضروری فرض قرار دیا گیا ہے۔ ہندو مندروں میں یہودی صومعوں میں مسیحی گرجوں میں ضرور کسی نہ کسی دن اپنے سب بھائیوں کے ساتھ مل کر عبادت کرنے کے لئے جاتے ہیں اسلام نے اس طریق عبادت کو اور بھی زیادہ ضروری قرار دیا ہے اور پانچ وقت ہر ایک مسلمان کا فرض مقرر کیا ہے کہ مسجد میں جائے اور اپنے بھائیوں کے ساتھ مل کر خدا تعالیٰ کی عبادت بجالائے۔

معبد کی طرف بلانے کا طریق: اس ضروری فریضہ کی ادائیگی کے لئے جس میں ایک مقام کے سب ہم مذہبوں کا جمع ہونا ضروری ہوتا ہے۔ یہ بھی ضروری تھا کہ ایسا نشان مقرر کیا جاتا جسکے ذریعہ سے سب لوگ سمجھ جاتے کہ اب ہمیں سب کاموں کو چھوڑ کر اپنے معبد کی طرف متوجہ ہو جانا چاہئے۔ چنانچہ اسی غرض کے لئے مختلف مذاہب کے لوگوں نے مختلف طریقے اِعلان کے مقرر کئے ہیں۔ ہندو نرسنگھا کے ذریعہ مندر کی طرف بلاتے ہیں۔ مسیحی گھنٹے کے ذریعے سے عبادت کے وقت کا اِعلان کرتے ہیں۔ یہودی ناقوس کے ذریعہ سے منادی کرتے ہیں۔ جو سب اعلان کے اچھے ذریعہ ہیں۔ لیکن پھر بھی بے معنی شور سے زیادہ اور کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔

اسلام میں اذان کی ابتداء: جب اسلام میں نماز باجماعت فرض ہوئی تو یہ سوال بھی پیدا ہوا کہ لوگوں کو نماز کے لئے جمع کس طرح کیا جائے۔ بعض نے مشورہ دیا کہ گھنٹہ بجایا جائے بعض نے نرسنگھا اور بعض نے ناقوس کو پسند کیا بعض نے مشورہ دیا کہ عرب کے دستور کے مطابق کہ جب قوم کو جمع ہونا ہو تو کسی ٹیلہ پر آگ جلا دیتے ہیں۔ ایک اونچی جگہ پر آگ جلا دی جایا کرے تو ان میں کسی تجویز کو پسند نہ کیا گیا اور بامر مجبوری رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ فرمایا کہ ناقوس بجا دیا جایا کرے مگر دوسرے دن ایک صحابی نے اپنی خواب سنائی کہ مجھے ایک شخص نے رؤیا میں بتایا ہے کہ لوگوں کو نماز کے لئے ان کلمات کے ذریعے سے بلاؤ۔ اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر. اشھد ان لا الٰہ الّا اللّٰہ. اشھد ان لا الٰہ الّا اللّٰہ. اشھد انّ محمدًا رسول اللّٰہ. اشھد انّ محمدًا رسول اللّٰہ. حيّ علی الصلٰوۃ. حيّ علی الصلٰوۃ. حيّ علی الفلاح. حيّ علی الفلاح. اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر. لا الٰہ الّا اللّٰہ. رسول کریم صلی اللہ وآلہٖ وسلم نے اس خواب کی نسبت فرمایا کہ یہ ضرور سچی خواب ہے اور حکم دیا کہ ہر نماز سے پہلے ایک بلند آواز شخص ان کلمات کو زور سے پکار کر کہے کہ سب مسلمانوں کو علم ہو جائے کہ اب نماز کا وقت ہو گیا ہے۔

اذان اسلامی تعلیم کا خلاصہ: گو اذان کے کلمات رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو براہ راست وحی میں نہیں بتائے گئے۔ لیکن چونکہ ان کی تلقین رؤیا کے ذریعے سے ہوئی ہے اس لئے یہ الٰہی احکام ہی کا نتیجہ ہیں اور اُن کی خوبی اور حُسن اس ہستی کی طرف منسوب ہے جو سب خوبیوں کا سرچشمہ ہے جس طرح اور امور میں اسلام دوسرے مذاہب پر فوقیت رکھتا ہے۔ اسی طرح اس میں دوسرے مذاہب کا طریق اعلان بے معنی ہے۔ اسلام کا طریق اعلان یعنی اذان اسلامی تعلیم کا خلاصہ ہے اور اسکے ذریعے سے مسلمانوں کی طرف سے پانچوں وقت بلند آواز سے دوسرے مذاہب کے سامنے اسلامی تعلیم پیش کی جاتی ہے اذان کے الفاظ میں اسلام کے ساتھ اصولی تعلیموں کو پیش کیا گیا ہے جو گویا سارے اسلام کا خلاصہ ہیں۔

پہلا اصل اللہ اکبر میں: پہلا اصول اللہ اکبر کے الفاظ میں پیش کیا گیا ہے جس کے معنی کہ اللہ سب سے بڑا ہے۔ یہ سب سے پہلی تعلیم ہے جو اسلام بنی نوع انسان کے پیش کرتا ہے خدا کی بڑائی اور اُسکی تعلیم اسلامی تعلیم کا ایک بڑا اجزو ہے کوئی انسان کسی چیز کے حصول کے لئے کوشش نہیں کر سکتا جب تک کہ اسکو سب سے پہلے نظر نہ آوے کہ وہ چیز اس قابل ہے کہ اس کی طرف توجہ کی جائے عقل کی تسلی اور دلیل کی رہبری کے بغیر اسکے حصول کا خیال بھی اسکے

دل میں پیدا نہیں ہوسکتا پس اسلام دینی تعلیم کا ایک جزو یہ پیش کرتا ہے کہ میری تعلیم میں خدا تعالیٰ کی علوشان اور عظمت مرتبت کو ثابت کیا گیا ہے۔

دوسرا اصل اشھد ان لا الٰہ الاّ اللہ میں: دوسرا مقام توحید کا ہے یعنی بڑائی اور چھوٹائی کا خیال ہی درمیان سے اُٹھ جائے اور اس قسم کی محبت دل میں پیدا ہو جائے اور ایسا تعلق قائم ہو جاوے کہ اُسکے سوا کوئی اور شئے نظر ہی نہ آئے وہی وہ آنکھوں کے سامنے رہ جائے پس اللہ اکبر کے بعد اذان میں اشھد ان الا الٰہ الاّ اللہ رکھا گیا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی ہستی ایسی نہیں ہے جسکی طرف توجہ کی جا سکے اور جو انسان کا مقصد بن سکے گویا خدا تعالیٰ کے معاملے میں موازنہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ ہر ایک خوبی اور ہر حُسن اُسی کی طرف سے آتا اور اُسی کی طرف لوٹتا ہے پس وہ ایک ہی ملجاء ہے اور ایک ہی ماوا۔ اِن دو اصولوں سے قدرت باری کے کامل اور ایک ہی ماوا اور ملجاء ہونیکا ثبوت دیکر اذان انسان کو اس طرف متوجہ کرتی ہے کہ یہ کامل ذات اپنی ذات میں ہی کامل نہیں بلکہ انسان کو بھی کامل کرنا چاہتی ہے چنانچہ وہ اپنی طرف سے بعض انسانوں کو منتخب کر کے بنی نوع انسان کو اپنی ملاقات کے لئے بھیجتا ہے اور ان ہی سے آخری رسول اور داعی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

تیسرا اصل اشھد انّ محمدً ا رسول اللہ میں اذان کا یہ جملہ اشھد انّ محمدً ا رسول اللہ اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے اس جملہ میں اسلام کے اس اصل کا اعلان کیا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ باوجود اپنی بلندشان کے انسان کو چھوڑ کر الگ نہیں ہو جاتا بلکہ وہ اپنے رسولوں کے ذریعے سے اسکو کامل کرتا رہتا ہے اور اپنی محبت کا ثبوت دیتا رہتا ہے۔

چوتھا اصل حیّ علی الصّلوٰۃ میں: اِس کے بعد چوتھا سوال قدرتاً یہ پیدا ہوتا ہے کہ انسان کو کامل کرنیکا ذریعہ کیا ہے اس کا جواب چوتھے فقرہ میں دیا گیا ہے اور کیا ہی سچا جواب ہے حیّ علی الصّلوۃ اے انسان عبادت کی طرف کام کی طرف حرکت کی طرف دُعا کی طرف آ یعنی رسولوں کی بعثت کی غرض کو پورا کرنے اور خدائے کامل کے ملنے کا ذریعہ ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ انسان صحیح ذرائع سے جدو جہد کرے اور مجاہدہ اور اصلاح نفس کے ذریعے سے اپنے نفس کو پاک کرے کوئی گُر کوئی ایمان کوئی تعلق کسی دوسرے انسان کا کفارہ اسکو کامل نہیں کر سکتا اسکے لئے ایک ہی راہ نکلی ہے اور وہ اپنے نفس کی قربانی اپنی جان کا کفارہ اور طبعی طریقہ کی اتباع ہے جب تک وہ ایک ایک قدم صحیح اور سچے طریقوں کی پیروی کرتے ہوئے آگے نہ چلے وہ کامیاب نہیں ہوسکتا نبیوں کا یہ کام نہیں کہ وہ خدا اور بندوں کے درمیان واسطہ ہوں بلکہ اُن کا یہ کام ہے کہ وہ صحیح راستہ دکھاویں۔ اپنے نمونے سے لوگوں کو روحانی تعلیمات پر چلنے کا طریق بتاویں اور اُنکی ہمت بڑھاویں اور اُنکی مدد کریں ورنہ اصل ذمہ داری اور کام کا بوجھ ہر شخص کے اپنے سر پر ہے دوسرا طریق اس کلمہ میں دُعا کا بتایا ہے محنت کے ساتھ انسان کا فرض ہے کہ دُعا کرے اور اللہ تعالیٰ سے فضل چاہے تا کہ اس کی محبت جوش میں آئے اور وہ ہر قدم پر اس کا نگران اور محافظ ہو اور غیر مترقبہ مصائب کو اُس کی ترقی میں حائل نہ ہونے دے۔

پانچوان اصل حیّ علیٰ الفلاح میں: اسکے بعد پانچواں اصل نماز میں یہ بتایا گیا ہے کہ حیّ علیٰ الفلاح تمام احکام شریعت انسان کے اپنے فائدہ کے لئے ہیں خدا تعالیٰ کو ہرگز ان سے کوئی فائدہ نہیں ہے اور نہ ا کی غرض انسان کو دُکھ میں ڈالنا ہے شریعت کے احکام ایک بوجھ کے طور پر اور محبت کی آزمائش کے طور پر نہیں ہیں بلکہ روحانی علاج ہیں جن کے بغیر انسان روحانی طور پر مکمل ہو ہی نہیں سکتا وہ بغیر نتیجہ کے نہیں ہیں اور اُس کا نتیجہ خود انسان کو ہی ملتا ہے نہ کہ کسی اور کو اور یہ کہ انسانی اعمال بلاعظیم الشان نتائج پیدا کرنے کے نہیں رہیں گے بلکہ اِن سے اعلیٰ درجہ کے نتائج پیدا ہونگے۔

چھٹا اصل پھر اللہ اکبر کی تکرار میں: اس کے بعد پھر پہلا فقرہ اللہ اکبر کا دُہرایا ہے تکرار کی غرض سے نہیں بلکہ فلاح و کامیابی جو انسان کو حاصل ہونیوالی ہے اُسکی تشریح کے طور پر اور یہ بتانے کے لئے کہ جو ایمان خدا تعالیٰ کی بڑائی پر دلائل سے پیدا ہوتا ہے وہ اسلام کی تعلیم پر چل کر آخر مشاہدہ کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ اور اسلام کے نزدیک انسان کی حقیقی کامیابی یہی ہے کہ وہ اپنی آنکھوں سے اور اپنے تجربے سے ان تعلیمات کی سچائی کو دیکھ

لے جن کی پہلے صرف دلیل اور عقل سے وہ مانتا تھا۔ چنانچہ کامیابی کے بعد ان الفاظ کو دُہرا کر بتایا ہے کہ اسلام کی رو سے مومن اِس حد تک کامیاب ہو سکتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی بڑائی کو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرے۔ اور یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کی صفات کو خود اپنی ذات میں جلوہ گر دیکھے پس ان کلمات کے ذریعہ یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ اسلامی تعلیم پر چل کر انسان خدا تعالیٰ کا ایسا مقرب ہو جاتا ہے کہ وہ اُس کی بڑائی کو دلیل ہی سے نہیں بلکہ اپنے مشاہدہ اور ذاتی تعلق سے صادق پاتا ہے۔

ساتواں اصل آخری درجہ ترقی لا الٰہ الاّ اللہ: اِسکے بعد آخری درجہ ترقی کو بھی اذان کے دوسرے کلمہ کے ذریعہ سے ظاہر کیا ہے یعنی لا الٰہ الاّ اللہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ تمام ان روحانی سیروں کے بعد اور تجارب کے بعد انسان جس نتیجہ پر پہنچتا ہے اور جس حقیقت پر آگاہ ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے سوا سب چیزیں فانی اور بے حقیقت ہیں غیر فانی حقیقی اور مقصد اعلیٰ نہیں اور پہلے جو وہ اس عقیدہ کو دلائل سے تسلیم کرتا تھا اب اپنے وجود میں فنا ہو کر اور روحانی ترقیات کے اعلیٰ مقامات کو حاصل کر کے بطور مشاہدہ کے ان باتوں کو دیکھ لیتا ہے اور روحانی بینائی کے ذریعہ سے اس امر کو دیکھ لیتا ہے کہ سوائے خدا تعالیٰ کے باقی سب چیزیں اپنی ذات میں بے حقیقت ہیں۔ اور اُن کی ہستی محض خدا تعالیٰ کے فضل سے ہے تمام اسباب اور علّقوں کی کڑیاں اُس کی آنکھوں کے آگے پھر جاتی ہیں اور وہ مادیت کے تاریک میدان سے نکل کر توحید کے روشن مقامات پر جہاں کہ نیچر کے باریک در باریک قوانین ایک کھلی ہوئی کتاب کی طرح ہو جاتے ہیں۔ پہنچ جاتا ہے۔ اور اسوقت اس کا تعلق خدا تعالیٰ سے کسی اور غرض سے نہیں رہتا بلکہ اُسکے حسن اور اسکی خوبصورتی اور اُسکے کمال اور اُسکی توحید کے لئے ہوتا ہے جو کسی چیز کو دخل انداز ہونے بلکہ حقیقتاً موجود ہونے کی بھی اجازت نہیں دیتی۔

یہ سات اصول اسلامی تعلیم کا خلاصہ ہیں جو پانچ وقت مؤذن کی بلند آواز کے ذریعہ سے دُنیا کو سنائے جاتے ہیں اور اس سے بہتر اور اِس سے مختصر اور اس سے زیادہ مؤثر پیرایہ کسی مذہب کی تعلیم کے شائع کرنیکا اور کیا ہوسکتا ہے مُسلم کی اذان بلاوا کا بلاوا بھی ہوتا ہے اور تبلیغ کی تبلیغ وہ کوئی عمل ایسا نہیں کرتا جو لغو اور بے معنی ہو بلکہ اسکو بتایا گیا ہے کہ اُس کا ہر ایک فعل اپنے اندر ایک معنی رکھتا ہو۔ اور اُسکی ہر ایک حرکت ایک حقیقت پر مشتمل ہو۔

Crash Plastic
Use the Natural Products
SPARK
Nature Products
Disposable Plates and Cups

C. K. Mohammed Sharief
Proprietor
CEEKAYES TIMBERS
VANIYAMBALAM - 679339
DISTT.: MALAPPURAM
KERALA
☎ : Wandoor (O) 247392, (R) 247192

Best Compliment From
M. K. ABDUL KAREEM
JUBILEE HOUSE
MANNARKKAD

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے کارہائے نمایاں

(مظفر احمد درّانی، مبلغ سلسلہ)

20رفروری 1886ء کا دن تاریخ احمدیت میں ایک یادگار اور ناقابل فراموش مبارک دن ہے۔ یہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی ان دعاؤں کی قبولیت کا دن ہے جو آپ نے مخالفین اسلام کو زندہ و تابندہ نشان دکھانے کے لئے اپنے مولیٰ کریم کے حضور کیں اور یہ وہ عظیم الشان دن ہے جس دن آپ نے خدا تعالیٰ سے خوشخبری پا کر دنیا میں اعلان کیا کہ خدا تعالیٰ مجھے ایک عظیم الشان لڑکا دے گا جو بے شمار خصوصیات کا حامل ہوگا۔

پیشگوئیوں کے مطابق وہ موعود فرزند 12رجون 1889ء بروز جمعہ قادیان میں پیدا ہوا اور ابتدائی عمر سے ہی دل میں خدمت دین کا شوق اور ولولہ پاتا اور اسے عملی جامہ پہناتا رہا۔

عہد وفا: 26رمئی 1908ء کو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا وصال ہوا تو غیروں نے تو اس پر بہت شور مچایا کہ اب یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا حتی کہ بعض اپنے بھی وساوس کا شکار ہوئے کہ اب کیا ہوگا؟ ان حالات میں پسر موعود حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ نے 19 سال کی عمر میں آہ و بکا، بے صبری او ر واویلا کرنے کی بجائے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے جسد اطہر کے سرہانے کھڑے ہو کر اپنے مولیٰ سے ایک تاریخی عہد وفا کیا۔ اپنے اللہ کے حضور عرض کرتے ہوئے فرمایا:

''اے اللہ! اگر ساری دنیا بھی حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو چھوڑ دے گی اور مَیں اکیلا رہ جاؤں گا تو مَیں اکیلا ہی ساری دنیا کا مقابلہ کروں گا اور آپ کے پیغام اور آواز کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا''۔ ؎

مٹ جاؤں مَیں تو اس کی پروا نہیں ہے کچھ بھی
میری فنا سے حاصل گر دین کو بقا ہو

پھر آپ نے اپنی ساری زندگی، انفرادی اور اجتماعی امور کی انجام دہی میں اپنے اس عہد کو پیش نظر رکھا اور بڑی ہی کامیابی و کامرانی سے اسے نبھایا۔

احترام و استحکام خلافت: 14رمارچ 1914ء کو 25 سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو منصب خلافت سے نوازا تو بہتوں نے سمجھا کہ یہ بچہ ناتجربہ کار ہے اب تو جماعت ضرور تباہ و برباد ہو جائے گی۔ مگر جس کی ذہانت اور اولوالعزمی کی خدا تعالیٰ نے خبر دی تھی وہ ہولناک طوفانوں سے اپنی جماعت کو بچا کر لے جاتا رہا اور ہر میدان میں فتح کے جھنڈے گاڑتا رہا۔ اور اس کے لاکھوں فدائی آج بھی اس کے نام پر جانیں قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور آپ نے اپنے باون سالہ دورِ خلافت میں وہ کارہائے نمایاں سرانجام دئے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے اور دشمن بھی اعتراف حقیقت پر مجبور ہو جاتا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے خلافت کی عظمت کو دلوں میں گاڑ دیا اور نظام خلافت کو مستقل بنیادوں پر قائم و دائم کیا اور اعلان فرمایا کہ آج وہی شخص کامیاب ہو سکتا ہے جو خلیفۂ وقت کے مشوروں اور ہدایت سے کام کرتا ہے۔ اور دوسرا، درخت سے کٹی ہوئی شاخ کی مانند ہے جو پھل پیدا نہیں کر سکتی۔ اور وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے ورنہ وہ دنیا بھر کے علوم جاننے کے باوجود اتنا کام بھی نہیں کر سکتا جتنا بکری کا بکروٹہ کر سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا:

''پانچ روپیہ کیا، پانچ ہزار روپیہ کیا، پانچ لاکھ اور پانچ ارب روپیہ کیا؟ اگر ساری دنیا کی جانیں بھی خلیفہ کے ایک حکم کے آگے قربان کر دی جاتی ہیں تو وہ بے حقیقت اور ناقابل ذکر چیز ہیں''۔ (تعلیم العقائد والاعمال پر خطبات صفحہ 63)

''تم خوب یاد رکھو کہ تمہاری تمام ترقیات خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں اور جس دن تم نے اس کو نہ سمجھا اور اسے قائم نہ رکھا وہی دن تمہاری ہلاکت اور تباہی کا دن ہوگا۔ لیکن اگر تم اس حقیقت کو سمجھتے رہو گے اور اسے قائم رکھو گے تو پھر اگر ساری دنیا مل کر بھی تمہیں ہلاک کرنا چاہے گی تو نہیں کر سکے گی''۔

(درس القرآن صفحہ 73)

اسی طرح فرمایا:

''اے دوستو! میری آخری نصیحت یہی ہے کہ سب برکتیں خلافت سے وابستہ ہیں۔ نبوت ایک بیج ہوتی ہے جس کے بعد خلافت اس کی تاثیر کو دنیا میں پھیلا دیتی ہے۔ تم خلافت حقّہ کو مضبوطی سے پکڑو اور اس کی برکات سے دنیا کو متمتع کرو''۔ (روزنامہ الفضل ربوہ 20 مئی 1959ء)

تحریک جدید کا اجراء: جماعت احمدیہ مسلمہ کو آج کُل عالم میں جو نیک شہرت، قوت وشوکت اور عظمت نصیب ہے اس میں بہت بڑا حصّہ حضرت مصلح موعودؓ کا ہے۔

1934ء میں دشمنان احمدیت نے ایک سکیم کے تحت جماعت پر حملہ کیا۔ مرکز احمدیت قادیان میں ایک کانفرنس رکھی اور یہ گندے عزائم ظاہر کئے کہ ہم احمدیوں کو قتل کردیں گے اور قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجادیں گے اور قادیان اور ہندوستان میں جماعت احمدیہ کا نام ونشان مٹا دیا جائے گا۔

ایک طرف دشمن کے بڑے ہی ناپاک ارادے تھے اور دوسری طرف سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے الٰہی منشاء سے تحریک جدید کا اعلان فرمایا جس کا مقصد یہ تھا کہ حق کے دشمن جس الٰہی جماعت کو مقامی طور پر مٹانا چاہتے ہیں وہ جماعت زمین کے کونے کونے اور ہر ملک میں پہنچ جائے۔ پس یہ سیدنا محمودؓ کی قائم کردہ تحریک جدید کی ہی برکت ہے کہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام ہندوستان سے ترقی کرتے کرتے اس کی حدود سے نکلتے ہوئے دشمن کے دیکھتے دیکھتے دنیا کے ایک سو اسّی سے زائد ملکوں میں مضبوطی سے قائم ہو چکی ہے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کے خدا کا یہ فرمان بڑی شان سے پورا ہو چکا ہے کہ ''مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا''۔ اس جماعت کو مٹانے والے خود مٹ گئے۔ جو شخص بھی اس کے مقابل پر کھڑا ہوا بہت جلد اپنے انجام کو پہنچا۔ جو ہاتھ بھی اس الٰہی جماعت کے خلاف اٹھا قہار خدا نے اسے کاٹ کر رکھ دیا۔

حضرت مصلح موعودؓ تحریک جدید کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اب خدا کی غیرت پھر جوش میں آئی ہے اور تم کو، ہاں تم کو، ہاں تم کو خدا تعالیٰ نے پھر اس نوبت خانے کی خدمت سپرد کی ہے۔ اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! ایک دفعہ پھر اس نوبت کو اس زور سے بجاؤ کہ دنیا کے کان پھٹ جائیں۔ ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اس قرنا میں بھر دو کہ عرش کے پائے بھی لرز جائیں اور فرشتے بھی کانپ اُٹھیں۔ .... اسی غرض کے لئے مَیں نے تحریک جدید کو جاری کیا ہے اور اسی غرض کے لئے مَیں تمہیں وقف کی تعلیم دیتا ہوں۔ پس سیدھے آؤ اور خدا کے سپاہیوں میں داخل ہو جاؤ۔ محمد رسول اللہ ﷺ کا تخت آج مسیحؑ نے چھینا ہوا ہے۔ ہم نے مسیحؑ سے چھین کر پھر وہ تخت محمد رسول اللہ ﷺ کو دینا ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ نے وہ تخت خدا کے آگے پیش کرنا ہے اور خدا کی بادشاہت دنیا میں قائم ہونی ہے۔ پس میری سنو، میری بات کے پیچھے چلو کہ مَیں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ خدا کہہ رہا ہے۔ یہ میری آواز نہیں ہے، مَیں خدا کی آواز تم کو پہنچا رہا ہوں۔ تم میری مانو۔ خدا تمہارے ساتھ ہو، خدا تمہارے ساتھ ہو، خدا تمہارے ساتھ ہو، اور تم دنیا میں بھی عزت پاؤ اور آخرت میں بھی عزت پاؤ''۔

(تقریر جلسہ سالانہ 1953ء)

مالی لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے اس تحریک میں اس قدر برکت دی ہے کہ گزشتہ سال جماعتہائے احمدیہ کا صرف تحریک جدید کے چندہ کی وصولی 35 لاکھ پانچ ہزار پاؤنڈ کی ہے۔ الحمدللہ۔ (خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 3 نومبر 2006ء) جو اشاعت اسلام در اکناف عالم میں خرچ ہو کر تحریک جدید کے شیریں ثمرات میں مزید اضافہ کر رہا ہے۔

ذیلی تنظیموں کا قیام: حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت کے اندر انصار، خدام و اطفال اور لجنہ اماء اللہ و ناصرات کی تنظیمیں قائم فرمائیں اور انہیں عمارتِ احمدیت کی بنیادیں اور دیواریں قرار دیا کہ تا ہر عمر اور جنس کے افراد الگ الگ خدمت دین، اصلاح معاشرہ اور اشاعت اسلام کی تدبیریں سوچیں اور اس پر عمل کریں اور ان تنظیموں کا ہر فرد اپنے آپ کو قصر احمدیت کی اینٹ سمجھے اور پھر اسے جہاں بھی نصب کر دیا جائے اسے اپنے لئے خوش

قسمت اور سعادت جانے۔

آپ نے فرمایا کہ خدام الاحمدیہ ابھی ٹریننگ کی عمر میں سے گزر رہی ہے اور جب یہ ٹریننگ مکمل کر کے عمل کے میدان میں قدم رکھیں گے تو ایک انقلاب برپا کر دیں گے اور دنیا حیرانگی سے دیکھتی رہ جائے گی۔

اور فرمایا کہ خدام احمدیت میں یہ روح نظر آنی چاہئے کہ وہ اسلام واحمدیت کے لئے قربان ہونے کے لئے منتظر بیٹھے ہوں اور پَر تولے ہوئے اس بات کے لئے تیار ہوں کہ کفر کی چڑیا آئے اور وہ اس پر جھپٹ پڑیں اور اسے نیست و نابود کر دیں تب ہم سمجھیں گے کہ تنظیموں اور تحریک جدید کا جو مقصد تھا وہ پورا ہو گیا۔

پھر آپ نے انہیں جوانوں پر اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''میرے پاس ایسے خدام ہیں کہ اگر مَیں ان کو حکم دوں کہ پہاڑ کی چوٹیوں سے اپنے آپ کو گرا دو تو وہ گرانے کے لئے تیار ہیں۔ اگر مَیں انہیں شعلہ زن آگ کے تندور میں چھلانگ لگانے کو کہوں تو وہ لگا دیتے۔ اگر مَیں انہیں ٹھاٹھیں مارتے سمندر میں کودنے کو کہوں تو وہ اپنے آپ کو سمندر کی لہروں کے سپرد کر دیں۔ اور اگر اسلام میں خودکشی حرام نہ ہوتی تو مَیں ایک سو نوجوانوں کو حکم دیتا تو وہ اسی وقت اپنے پیٹوں میں خنجر مار کر ہلاک ہو جاتے''۔

نیز فرمایا:

''ہر ذیلی تنظیم کا فرض ہے کہ وہ مقامی نظام جماعت کو مضبوط و مستحکم کرے۔ اس کا احترام کرے اور باہم مل جُل کر اسلام کو ساری دنیا میں غالب کرنے کی کوشش کرے۔ اور اس وقت تک چین سے نہ بیٹھیں جب تک ہر خطۂ ارض لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی صدا سے گونج نہیں اٹھتا''۔

دعویٰ مصلح موعود: پیشگوئی مصلح موعود والی ساری علامات حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے وجود میں پوری ہو چکی تھیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ کو ایسا اشارہ نہ دیا گیا تھا اس لئے آپ خاموش تھے۔ 1944ء کے شروع میں آپ کو الہاماً مصلح موعود ہونے کی خبر دی گئی تو آپ نے 25 فروری 1944ء کو ہوشیار پور میں ایک جلسہ منعقد کیا جس میں یہ اعلان فرمایا کہ:

''مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق مجھے ہی قرار دیا ہے۔ مَیں فقط خدا تعالیٰ کی قدرت کا ایک نشان ہوں اور محمد رسول اللہ ﷺ کی شان کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے ہتھیار بنایا ہے۔............ مری ساری خواہش اسی میں ہے کہ میری خاک محمد رسول اللہ ﷺ کی کھیتی میں کھاد کے طور پر کام آ جائے اور اللہ تعالیٰ مجھ پر راضی ہو جائے اور میرا خاتمہ رسول کریم ﷺ کے دین کے قیام کی کوشش پر ہو''۔ (الموعود صفحہ 67)

پھر آپ نے احمدیت کی ترقی کی پیشگوئی کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''مَیں آسمان کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں، زمین کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں، ہوشیار پور کی ایک ایک اینٹ کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ یہ سلسلہ دنیا میں پھیل کر رہے گا۔ حکومتیں اگر اس کے مقابلہ میں کھڑی ہوں گی تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گی۔ لوگوں کے دل سخت ہوں گے تو فرشتے ان کو اپنے ہاتھ سے ملیں گے یہاں تک کہ وہ نرم ہو جائیں گے اور ان کے لئے احمدیت میں داخل ہونے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہے گا''۔

(الفضل 24؍ فروری 1944ء)

20؍فروری 1944ء کو ہوشیار پور کے جلسہ میں تقریر میں آپ نے اپنے دعویٰ مصلح موعود کے حوالہ سے احباب جماعت کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ:

''آپ لوگ جو میرے اس اعلان کے مصدّق ہیں آپ کا اوّلین فرض ہے کہ اپنے اندر تبدیلی پیدا کریں اور اپنے خون کا آخری قطرہ اسلام اور احمدیت کی فتح اور کامیابی کے لئے بہانے کو تیار ہو جائیں۔ بیشک آپ لوگ خوش ہو سکتے ہیں کہ خدا نے اس پیشگوئی کو پورا کیا۔ بلکہ مَیں کہتا ہوں کہ آپ کو یقیناً خوش ہونا چاہئے کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ نے خود لکھا ہے کہ تم خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ اس کے بعد اب روشنی آئے گی۔ پس مَیں تمہیں خوش ہونے سے نہیں روکتا، مَیں تمہیں اچھلنے، کودنے سے نہیں روکتا۔ بیشک تم خوشیاں مناؤ اور خوشی

سے اچھلو اور کودو۔ لیکن مَیں کہتا ہوں اس خوشی اور اچھل کود میں تم اپنی ذمہ داریوں کو فراموش مت کرو۔ جس طرح خدا نے مجھے رؤیا میں دکھایا تھا کہ مَیں تیزی کے ساتھ بھاگتا چلا جا رہا ہوں اور زمین میرے پاؤں کے نیچے سمٹتی جارہی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے الہاماً میرے متعلق یہ خبر دی ہے کہ مَیں جلد جلد بڑھوں گا۔ پس میرے لئے یہی مقدر ہے کہ مَیں سُرعت اور تیزی کے ساتھ اپنا قدم ترقیات کے میدان میں بڑھاتا چلا جاؤں۔ مگر اس کے ساتھ آپ لوگوں پر بھی فرض عائد ہوتا ہے کہ اپنے قدم کو تیز کریں اور اپنی سُست روی کو ترک کر دیں۔ مبارک ہے وہ جو میرے قدم کے ساتھ اپنے قدم کو ملاتا ہے اور سُرعت کے ساتھ ترقیات کے میدان میں دوڑتا چلا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ رحم کرے اس شخص پر جو سُستی اور غفلت سے کام لے کر اپنے قدم کو تیز نہیں کرتا اور میدان میں آگے بڑھنے کی بجائے منافقوں کی طرح اپنے قدم کو پیچھے ہٹالیتا ہے۔ اگر تم ترقی کرنا چاہتے ہو، اگر تم اپنی ذمہ داریوں کو صحیح طور پر سمجھتے ہو تو قدم بقدم اور شانہ بشانہ میرے ساتھ بڑھتے چلے آؤ۔ تاہم کفر کے قلب میں محمد رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا گاڑ دیں اور باطل کو ہمیشہ کے لئے صفحۂ عالم سے نیست و نابود کر دیں۔ اور انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کی باتیں کبھی ٹل نہیں سکتیں''۔ (الموعود صفحہ 216)

ربوہ مرکز کا قیام: جماعت احمدیہ وہ واحد مذہبی جماعت ہے جس نے قیام پاکستان میں مسلم لیگ اور قائداعظم محمد علی جناح کا ساتھ دیا اور اپنی بھرپور رہنمائی اور تعاون سے نوازا۔ پاکستان کے معرض وجود میں آنے پر بہت سے احمدی بھی پاکستان میں منتقل ہوگئے جبکہ مرکز احمدیت قادیان ہندوستان میں رہ گیا۔ اس لئے اب ضرورت تھی کہ پاکستان میں ایک مرکز ہو جہاں سے ساری جماعت کی رہنمائی کی جائے اور حق و صداقت کی آواز کو ہر سُو پھیلایا جائے۔ چنانچہ مختلف مقامات کا جائزہ لیا گیا تو دریائے چناب کا مغربی کنارہ (جہاں ان دنوں ربوہ کا شہر آباد ہے) کو پسند کیا گیا۔ یہ جگہ جنگل اور اجاڑ تھی۔ خورونوش کی کوئی چیز یہاں پیدا نہ ہوتی تھی۔ سارا علاقہ شوریدہ تھا اور زیر زمین پانی نہ تھا۔

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ یہاں تشریف لائے۔ خرید کردہ زمین کے چاروں کونوں پر صدقے کے بکرے ذبح کئے گئے۔ یہاں خیمہ زن فرزانوں کو لوگ دیوانے سمجھ رہے تھے۔ کیونکہ رہائش کی کوئی صورت ممکن نہ تھی۔ کئی جگہ پانی کی تلاش میں بور کئے گئے لیکن پانی نہ ملتا۔ اس عالم میں چلتے چلتے حضور پُرنُورؓ کی زبان پر یہ شعر جاری ہوا۔

جاتے ہوئے حضور کی تقدیر نے جناب
پاؤں کے نیچے سے میرے پانی بہا دیا

حضور انور نے وہیں اپنی چھڑی گاڑ دی اور فرمایا میرا مولیٰ یہیں سے پانی نکالے گا۔ چنانچہ وہیں بور کیا گیا تو پانی نکل آیا اور وہی ٹیوب ویل پھر ساری نوآبادی کو سیراب کرتا رہا۔

جنگل کو منگل، ویرانے کو آبادی اور بہترین شہر میں تبدیل کر دینا، ساری ضروریات زندگی کا دستیاب ہونا اور اسی شہر سے ساری دنیا کی رہنمائی اور نگرانی کرنا حضرت مصلح موعودؓ کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ چنانچہ حضورؓ خود فرماتے ہیں:

''مَیں حیران ہوں کہ وہ کونسی طاقت ہے جس نے تمہیں یہاں لا کر آباد کر دیا ہے۔ اسے دیکھ کے وہ زمانہ یاد آتا ہے جب ابراہیمؑ نے اسمٰعیلؑ کو جنگل میں لاکر آباد کیا تو خدا نے وہ دائمی شہر آباد کر دیا اور یہ وہ جگہ تھی جس کو حکومت اور کئی قومیں آباد کرنے میں ناکام ہو چکی تھیں''۔

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملّت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

ربوہ شہر کو آباد ہوتے دیکھ کر بعض اخبار نویسوں اور انصاف پسند طبقہ نے اسے بہت بڑی کامیابی قرار دیا اور حکومت کے لئے ایک نمونہ قرار دیا کہ مہاجرین کو آباد کرنے کی یہ ایک بہترین مثال ہے۔

خدمتِ قرآن: ''پیشگوئی مصلح موعود'' میں یہ ذکر موجود ہے کہ اس عظیم فرزند کے ذریعہ ''دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر ہوگا''۔ چنانچہ

حضرت مصلح موعودؓ نے اعلان فرمایا کہ مجھے خود خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کے علوم سکھلائے ہیں اور میرے علاوہ روئے زمین پر اور کوئی نہیں جس کو خدا تعالیٰ نے قرآن کا علم دیا ہو۔ اور مَیں ساری دنیا کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ حقائق ومعارفِ قرآن کے بیان میں میرے ساتھ مقابلہ کرلیں۔

نیز فرمایا:

''آج صفحۂ عالم پر کوئی ایسا وجود نہیں جو میرے مقابل پر آنے کی جرأت کرسکے۔ اور مَیں ساری دنیا میں مختلف علوم کے ماہرین کو چیلنج کرتا ہوں کہ نئے سے نئے علوم کی روشنی میں قرآن پر کوئی اعتراض کریں تو مَیں قرآن سے ہی اس کا جواب دوں گا''۔

آپ نے تفسیر صغیر اور تفسیر کبیر رقم فرما کر عالمِ اسلام پر بہت بڑا احسان فرمایا اور ایک سو سے زائد کتب رقم فرما کر قرآن اور اسلام کی صداقت کا بول بالا فرمایا۔

یہ صرف دعویٰ ہی نہیں بلکہ اس حقیقت کا اعتراف غیروں نے بھی کیا۔ جبکہ آپ کے شاگرد ساری دنیا میں علوم قرآن کو پھیلا اور سکھلا رہے ہیں۔ چنانچہ مولوی ظفر علی خان صاحب نے مخالف احمدیت ہونے کے باوجود دیگر مخالفین احمدیت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''اے احراریو! کان کھول کر سنو کہ تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کرسکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن ہے۔ تمہارے پاس کیا دھرا ہے؟ تم نے تو کبھی خواب میں بھی قرآن نہیں پڑھا۔ مرزا محمود کے پاس ایسی جماعت ہے جو تن، من، دھن اس کے اشارہ پر اس کے پاؤں پر نچھاور کرنے کو تیار ہے۔............ مرزا محمود کے پاس مبلّغ ہیں۔ مختلف علوم کے ماہر ہیں۔ دنیا کے ہر ملک میں اس نے جھنڈا گاڑ رکھا ہے''۔ (ایک خوفناک سازش از مولانا مظہر علی اظہر صفحہ 196)

خدمت قرآن کا جذبہ حضرت مصلح موعودؓ کی ذات میں لبالب تھا۔

قارئین کرام! آئندہ جب بھی خدمتِ قرآن، اشاعت اسلام اور اصلاح احوال کی ضرورت پڑے گی تو دنیا مصلح موعودؓ کو یاد کرے گی۔ اس لئے اے احمدی مردو اور عورتو اور بڑو اور چھوٹو! آپ بھی اپنی استعداد کے مطابق مصلح موعود بننے کی کوشش کرو اور آپ کی سیرت اور کارناموں کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالو۔ اور آپ کے کارہائے نمایاں کو زندہ وتابندہ کردو۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعودؓ کی شروع سے ہی تربیت فرمائی تھی۔

حضرت شیخ غلام احمد صاحب واعظؓ بیان کرتے ہیں کہ:

''ایک رات مَیں مسجد مبارک قادیان میں گیا کہ اکیلے میں دعائیں کروں گا اور علیحدگی میں اپنے مولیٰ سے جو چاہوں گا مانگوں گا۔ جب مسجد میں پہنچا تو دیکھا کہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ بڑے درد کے ساتھ سجدہ ریز، دعا میں مصروف ہیں۔ جب آپ ختم کرچکے تو مَیں نے آگے بڑھ کر استفسار کیا کہ میاں صاحب آج کیا کچھ خدا سے مانگ لیا ہے؟ تو آپؓ نے فرمایا کہ:

''مَیں نے تو یہی مانگا ہے کہ الٰہی مجھے میری آنکھوں سے اسلام کو زندہ کرکے دکھادے''۔

حضرت مصلح موعودؓ کے درج ذیل الفاظ ہم سب کو دعوت عمل دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ؎

ہم تو جس طرح بنے کام کئے جاتے ہیں
آپ کے وقت میں یہ سلسلہ بدنام نہ ہو
جب گزر جائیں گے ہم تم پہ پڑے گا سب بار
سُستیاں ترک کرو طالب آرام نہ ہو
کام مشکل ہے بہت منزل مقصود ہے دور
اے میرے اہل وفا سُست کبھی گام نہ ہو

(ماخوذ از الفضل انٹرنیشنل ۲۳ فروری تا یکم مارچ ۲۰۰۷ء)

اک نعمت عظمیٰ ہے یہ انعام خلافت
خوش بخت ہیں وہ لوگ ملے جن کو یہ نعمت

حضرت مصلح موعودؓ کا ہوشیار پور میں پُرشوکت اور تاریخی اعلان

اوائل ۱۹۴۴ء میں جب حضرت مصلح موعودؓ پر اللہ تعالیٰ نے انکشاف فرمایا کہ آپ ہی ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کے مصداق ہیں تو ہوشیار پور میں ۲۰؍فروری ۱۹۴۴ء کو ایک تاریخی جلسہ منعقد ہوا۔ حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد کے ماتحت سٹیج ایسی جگہ پر تھی جہاں سے وہ کمرہ سامنے نظر آتا تھا۔ آج بھی یہ نظارہ آنکھوں کے سامنے ہے پیشگوئی نے جسے ''جلال الٰہی کے ظہور کا موجب'' قرار دیا تھا اس کے مصداق نے جلال اور شوکت سے پرآواز میں فرمایا:

''جس لڑکے کا مَیں نے ذکر کیا ہے وہ مَیں ہی ہوں۔ میرے ذریعہ اس پیشگوئی کی بہت سی شقیں پوری ہوچکی ہیں۔ اس لئے جماعت کا اصرار تھا کہ مَیں اس پیشگوئی کے مصداق ہونے کا اعلان کروں۔ مگر مَیں خاموش رہا حتی کہ گزشتہ جنوری کے مہینہ میں لاہور میں مجھے ایک رؤیا دکھایا گیا جس میں مجھے بتایا گیا کہ اس پیشگوئی کا مصداق مَیں ہی ہوں۔''

فرمایا:

''مَیں اس واحد و قہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مَیں نے جو رؤیا بتائی ہے وہ مجھے اسی طرح ہوئی ہے ....پس مَیں خدا کے حکم کے ماتحت قسم کھا کر یہ اعلان کرتا ہوں کہ خدا نے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیشگوئی کے مطابق آپ کا وہ موعود بیٹا قرار دیا ہے جس نے زمین کے کناروں تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام پہنچانا تھا۔

آخر میں حضور نے فرمایا:

''مَیں آسمان کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں، زمین کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ یہ سلسلہ دنیا میں پھیل کر رہے گا۔ حکومتیں اگر اس کے مقابلہ میں کھڑی ہوں گی تو ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گی۔ لوگوں کے دل سخت ہوں گے تو فرشتے ان کو اپنے ہاتھوں سے ملیں گے یہاں تک کہ وہ نرم ہو جائیں گے اور ان کے لئے احمدیت میں داخل ہونے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہے گا۔'' (روزنامہ الفضل ۲۴؍فروری ۱۹۴۴ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل ۱۳ تا ۱۹؍اپریل ۲۰۰۷ء)

کوئز کمپیٹشن برائے اطفال الاحمدیّہ

(اس اشاعت سے جو آپ کے ہاتھوں میں ہے بِاجازت صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیّہ بھارت اطفال کے لئے کوئز کا ایک دلچسپ پروگرام شروع کیا جارہا ہے۔ ہر مہینہ کی اشاعت میں چند سوالات پوچھے جائیں گے۔ مسلسل جوابات ارسال کرنے والے اطفال جن کے صحیح جوابات کی تعداد سب سے زیادہ ہوگی کو سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیّہ و اطفال الاحمدیّہ کے موقعہ پر سند اور انعامات دئے جائیں گے۔ اسی طرح صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیّہ نے اوّل، دوم اور سوم آنے والے اطفال کو اجتماع کے موقعہ پر مجلس کی طرف سے سفر خرچ دیکر بلانے کی اجازت بھی مرحمت فرمائی ہے۔ علاوہ ازیں ایسے تین خوش نصیب اطفال کے نام مع فوٹو مشکوٰۃ میں شائع کئے جائیں گے۔ انشاءاللہ۔ ادارہ)

سوالات

1) خدا تعالیٰ کے کتنے صفاتی نام قُرآن کریم میں بیان ہوئے ہیں؟ جواب:

2) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کتنے نام قُرآن کریم میں درج ہوئے ہیں؟ جواب:

3) قُرآن کریم میں کتنی سورتیں، رکوع اور آیات ہیں؟ جواب:

4) بانی جماعت احمدیّہ کا پورا نام اور سن پیدائش کیا ہے؟ جواب:

5) پہلی بیعت حضرت مسیح موعودؑ نے کب اور کہاں لی؟ جواب:

6) جماعت احمدیّہ کا نام ''جماعت احمدیّہ'' کب رکھا گیا؟ جواب:

7) دنیا کی سب سے اُونچی چوٹی کا نام کیا ہے؟ جواب:

8) ہندوستان کے پہلے صدر کا نام کیا ہے؟ جواب:

9) ورلڈ کپ twenty 20 کس ٹیم نے جیتا؟ جواب:

10) U-N-O کا فل فارم کیا ہے؟ جواب:

نوٹ: جوابات اسی کوپن میں لکھ کر مندرجہ ذیل کوائف کے ساتھ اڈیٹر کے پتہ پر ارسال کریں۔

نام طفل: نام والد: عمر:

نام مجلس مع مکمل پتہ:

سرکلر از دفتر خدام الاحمدیہ بھارت

مکرم قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ بفضلہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہوں گے۔جیسا کہ آپ کو علم ہے مجلس خدام الاحمدیہ کا یہ سال صد سالہ خلافت احمدیہ جوبلی کا سال ہے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے منظور شدہ خلافت جوبلی کے پروگراموں میں سے جو خدام کے زیر اہتمام منعقد ہونے ہیں ان میں سے وقار عمل ایک اہم پروگرام ہے۔انفرادی،اجتماعی،مثالی وقار عمل کے علاوہ شجر کاری کے ذریعہ ہم خلافت جوبلی کی تشہیر کر سکتے ہیں۔اور اس طرح ہم حضور انور کی توقعات پر کھرے اتر سکتے ہیں۔

حضور انور اپنے خطبات اور خطابات میں احباب جماعت کو صفائی کی طرف خاص توجہ دلاتے ہیں۔حضور فرماتے ہیں:''اسلام ایک ایسا کامل مذہب ہے جس میں بظاہر چھوٹی نظر آنے والی بات کے متعلق بھی احکامات ہیں۔جو انسان کی شخصیت کو ابھارنے والی اور اس کے کردار کو بنانے والی ہوتی ہے۔ان باتوں میں سے ایک پاکیزگی اور صفائی ہے۔اللہ تعالیٰ پاکیزگی کو پسند کرتا ہے۔ ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطھرین کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔''

☆ اللہ تعالیٰ کا حقیقی عبد بننے کے لئے ضروری ہے کہ انسان ظاہری و باطنی صفائی کا خیال رکھے۔

☆ احمدی اور دیگر گھروں میں صفائی کا ایک خاص فرق نظر آنا چاہئے۔

☆ دنیا بھر میں جماعتی عمارات کو وقار عمل کے ذریعہ صاف رکھنے کا پروگرام بنائیں۔

حضور فرماتے ہیں کہ مسلمانوں میں جو صفائی کا رجحان ہونا

NAVNEET JEWELLERS
Ph.: 01872-220489 (S)
220233, 220847 (R)
CUSTOMER'S SATISFACTION IS OUR MOTTO
FOR EVERY KIND OF GOLD & SILVER ORNAMENTS
(All kinds of rings & "Alaisallah" rings also sold here)
Navneet Seth, Rajiv Seth
Main Bazzar Qadian

Love For All Hatred For None
M. C. Mohammad
Prop. : (Kadiyathoor)
SUBAIDA TIMBER
Dealers in
Teak Timber, Timber Log, Teak Poles & Sizes Timber Merchants
Chandakkadave, P.O. Peroke,
Kerala - 673631
Ph. : 0495-2403119 (O), 2402770 (R)

چاہئے تھا وہ نہیں ہے۔ خاص کر تیسری دنیا کے ممالک میں یہ رواج پایا جاتا ہے کہ اپنے گھروں کا کوڑا کرکٹ نکال کر گھروں سے باہر پھینک دیتے ہیں۔ ضروری ہے کہ اپنے جسم کی صفائی کے ساتھ اپنے ماحول کی صفائی کا بھی خیال رکھیں۔

حضور انور نے اہل قادیان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ بھی قادیان کے گھروں اور گلیوں کی صفائی کا خیال رکھیں۔ احمدی گھروں اور دیگر گھروں میں صفائی کے اعتبار سے ایک واضح فرق نظر آنا چاہئے۔ خاص طور پر مساجد اور دیگر جماعتی عمارات کو وقارعمل کے ذریعہ صاف ستھرا رکھنے اور خوبصورت رکھنے کا پروگرام بنایا جائے۔ فرمایا خدام الاحمدیہ کو یہ کام اپنے ہاتھ میں لینا چاہئے۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 23/اپریل 2004ء)

چونکہ وقارعمل کا مجلس خدام الاحمدیہ کے ساتھ ایک خاص تعلق ہے اور ہم اپنے گھروں، گلیوں، محلوں اور معاشرہ میں صفائی کا قیام اور وقارعمل کے ذریعہ ہی کر سکتے ہیں۔ اس لئے آپ سے درخواست ہے کہ آپ اپنے ناظم صاحب وقارعمل اور مجلس عاملہ کے دیگر اراکین کے ساتھ اپنے علاقہ کا جائزہ لیں اور ماحول کو خوش نما بنانے کے لئے پروگرام بنائیں۔ اور مندرجہ ذیل طریق کو اختیار کریں۔

(۱) پہلے آپ اور ناظم صاحب وقارعمل مجلس خدام الاحمدیہ لائحہ عمل کے شعبہ وقارعمل کا مطالعہ کریں۔ اور اس کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کریں۔

(۲) حضور انور کے خطبہ میں مندرج تمام امور کو مدنظر رکھتے ہوئے وقارعمل کے ٹھوس پروگرام مرتب کریں۔

(۳) لوگوں میں صفائی کا شعور پیدا کریں۔ کیونکہ باہمی تعاون سے ہی صاف ستھرا معاشرہ قائم ہوسکتا ہے۔

(۴) انتظامی سہولتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ اپنے محلّہ کو چھوٹے چھوٹے حصوں میں بانٹ دیں۔ جس پر انہیں میں سے ایک نگران مقرر کر دیں۔ ہر محلّہ کے افراد اپنے محلّہ کی صفائی اور خوبصورتی کے خود ذمہ دار ہوں گے۔

(۵) ہر ہفتہ میں دو مرتبہ جمعہ اور اتوار کی صبح کو اجتماعی وقارعمل کروایا جائے۔ (مقامی حالات کے مطابق دن معین کئے جاسکتے ہیں۔)

(۶) وقارعمل کی معین رپورٹ جلد از جلد ملکی دفتر کو روانہ کر دیں۔ مثالی وقارعمل کی رپورٹ مع تصاویر اشاعت مشکوٰۃ دیگر مرکزی رسائل کے لئے بھجوائیں۔

(۷) ہفتہ شجرکاری منا کر خاص کر مساجد کے قرب و جوار اور مناسب مقامات پر نیز سڑکوں کے کنارے اور خالی جگہوں پر پھول اور سایہ دار درخت لگائیں۔

(۸) ہر مجلس کے پاس وقارعمل کیلئے مناسب سامان ہونا چاہئے اور اس کی مناسب رنگ میں حفاظت ہونی چاہئے۔ مرکزی نمائندہ دورہ میں دیکھیں گے کہ مجلس کے پاس وقارعمل کا مناسب سامان موجود ہے یا نہیں۔

(۹) وقارعمل اور صفائی کی اہمیت کے بارہ میں مہینہ میں کم از کم ایک اجلاس کریں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جملہ اراکین کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

☆ تمام قائدین ۱۵ یوم کے اندر اندر شعبہ وقارعمل کے بارہ میں سالانہ سکیم تیار کر کے دفتر بھارت میں بھجوادیں اور سال بھر اس پر عملدرآمد کرتے رہیں۔

جزاکم الله.

خلافت جوبلی پروگرام۔ وقارعمل

۱۶/مارچ و ۲۳/نومبر بروز اتوار: مثالی وقارعمل

خدام الاحمدیہ وانصاراللہ مشترکہ

(شیخ فرید احمد مہتمم وقارعمل مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

دعاء مغفرت

محترم مقصود شریف صاحب آف کرناٹک مورخہ 28/جنوری 2008ء کو بقضاء الٰہی انتقال کر گئے ہیں۔ انا لله و انا الیه راجعون.

موصوف محترم حافظ مخدوم شرف صاحب نائب صدر و مہتمم مال مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے والد تھے۔ 1985ء میں بیعت کر کے قبول احمدیت کی سعادت پائی تھی۔ متقی، پرہیزگار اور مخلص احمدی تھے۔ بڑی دلیری اور جرأت سے تبلیغ احمدیت کرتے تھے۔ مرکزی نمائندگان اور مہمانان کی میزبانی میں پیش پیش رہتے تھے۔ ایک لمبے عرصے تک بطور سکریٹری مال بھی خدمت سرانجام دینے کی توفیق پائی۔ موصوف نے اپنے پیچھے اہلیہ، دو بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑے ہیں۔

مولیٰ کریم موصوف کو غریق رحمت کرے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔

محترم صدر صاحب اور ممبران مجلس عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت جملہ لواحقین خصوصاً محترم حافظ مخدوم شریف صاحب اور محترم حاجی فیروز پاشا صاحب زونل قائد شمالی کرناٹک کی خدمت میں دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔ قارئین مشکوٰۃ سے مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے درخواست دعا ہے۔ (ادارہ)

درخواست دعا

خاکسار کے ماموں زاد بھائی عزیز اظہر احمد غزالی وقف نو ابن ماسٹر منور احمد صاحب تنویر زونل امیر راجوری جموں کے گردے کے بارے میں ڈاکٹروں نے تشویش کا اظہار کیا ہے۔ عنقریب آپریشن ہونے والا ہے۔ آپریشن کی کامیابی اور بعد کی ہر قسم کی پیچیدگیوں سے محفوظ رہنے، شفائے کاملہ و عاجلہ کے لئے قارئین مشکوٰۃ سے عاجزانہ درخواست دعا ہے۔

(لقمان قادر بھٹی قادر ایڈیشنل مہتمم اشاعت)

Ph.: 2769809
MBC Mustafa BOOK COMPANY
(Agents of Govt. Publications & Educational Suppliers)
Fort Road, Kannur - 1

ملکی رپورٹیں

سالانہ اجتماع وقف نو اڑیسہ: رپورٹ از داؤد احمد صاحب کارکن دفتر وقف نو بھارت: الحمدللہ کہ مورخہ 15,16/دسمبر 2007ء کو پہلا سالانہ اجتماع وقف نو اڑیسہ منعقد ہوا۔ اس اجتماع میں مکرم و محترم شیراز احمد صاحب ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ و محترم محمد اسماعیل طاہر صاحب نائب ناظر تعلیم برائے وقف نو نے بطور مہمانان خصوصی شمولیت اختیار کی۔ افتتاحی تقریب محترم ناظر صاحب تعلیم کی زیر صدارت شروع ہوئی۔ پہلی تقریر محترم عبدالودود صاحب زونل سکریٹری وقف نو سوروزون نے کی۔ محترم محمد اسماعیل صاحب طاہر نے اپنی تقریر میں والدین واقفین نو اور واقفین کو انکی اہم ذمہ داریوں کی طرف خوب توجہ دلائی۔ علمی مقابلہ جات میں حسن قرأت، نظم خوانی و تقاریر کے مقابلہ جات ہوئے۔ کیریر پلاننگ کمیٹی کی میٹنگ بھی ہوئی۔ اس اجتماع کی حاضری 200 تھی اختتامی تقریب میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے واقفین کو انعامات سے نوازا گیا۔ اللہ اس اجتماع کے بہترین نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین

مجلس خدام الاحمدیہ ناصر آباد: مکرم ریاض احمد لون صاحب قائد مجلس ناصر آباد تحریر کرتے ہیں کہ مورخہ 18/جنوری کو مجلس عاملہ کی میٹنگ منعقد کر کے کاموں کا جائزہ لیا گیا۔ مورخہ 27/جنوری مجلس کے زیر اہتمام تربیتی اجلاس کا انعقاد کیا گیا۔ مورخہ 20/جنوری سے پندرہ روزہ تربیتی کلاسز لگ رہی ہیں۔ 19/جنوری سے فری کوچنگ کلاسز لگ رہی ہیں 300 کے قریب بچے استفادہ کر رہے ہیں جن میں 50 کے قریب غیر از جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اراکین کی مساعی میں برکت ڈالے۔

مجلس خدام الاحمدیہ جڑچڑلہ: محمد ذاکر احمد قائد مجلس مڑچرلہ تحریر کرتے ہیں کہ مورخہ 11/جنوری کو مجلس خدام الاحمدیہ و مجلس انصار اللہ جڑچڑلہ نے مشترکہ طور پر خدمت خلق کے تحت سرکاری ہسپتال

محبوب نگر وجڑ چڑلہ کے 300 مریضوں میں پھل تقسیم کئے اوران کی عیادت کی۔11رجنوری بروز جمعہ صبح 9 بجے مکرم مولوی عبدالمناف صاحب کی دعا اورمکرم صدر صاحب جڑ چڑلہ کی نگرانی میں ہمارا قافلہ سرکاری ہسپتال محبوب نگر پہنچا۔ یہاں پر سینئر ڈاکٹر صاحبان نے اس وفد کا استقبال کیا مریضوں میں پھل وغیرہ تقسیم کرنے اورعیادت کے بعد مکرم صدر صاحب جماعت جڑ چڑلہ نے مریضوں کی شفایابی کے لئے اجتماعی دعا کرائی۔ شام 6 بجے سرکاری ہسپتال جڑ چڑلہ پہنچ کر مریضوں کی عیادت کی اور پھل وغیرہ تقسیم کئے گئے آخر پرمریضوں کی شفایابی کے لئے مکرم مولوی عبدالمناف صاحب نے اجتماعی دعا کرائی۔ اس موقعہ پر انچارج صاحب ہسپتال نے کہا ''دیکھو یہ لوگ اللہ والے ہیں۔اورتمھاری شفاء کے لئے اللہ سے دعا کر رہے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ تم ان کی دعا کی وجہ سے اُٹھ کر کھڑے ہوجاؤ گے۔''

مورخہ 20رد سمبر 2007ءکوعیدالاضحیٰ کے پیش نظر خدام واطفال نے دو گھنٹے لگاتار کام کرتے ہوئے وقار عمل کے ذریعہ مسجد کی صفائی کی۔

تقریب آمین:مورخہ 9ردسمبر کوعزیز تنویر احمد ابن محمد ناصر صاحب کی تقریب آمین اورعزیز میر احمد ابن مکرم میر احمد ظفر مرحوم اور خاکسار کے بیٹے عزیز محمد شاکر کی تقریب بسم اللہ ہوئی۔ قارئین مشکوٰۃ سے تینوں بچوں کے لئے علم قرآن کے زیور سے آراستہ ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

سرکلر نظام آباد آندھرا: مکرم محمد اقبال کنڈوری صاحب سرکل انچارج نظام آباد کی طرف سے سرکل نظام آباد کی مختلف مجالس میں تربیتی اجلاسات، کرکٹ میچ اور تقاریب عیدالاضحیٰ کی تفصیلی رپورٹ موصول ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سرکل کی مساعی میں بہت برکت ڈالے اور بہترین نتائج ظاہر فرمائے۔

مجلس خدام الاحمدیه نله مڈگو: محمد مصطفیٰ صاحب معلم سلسلہ نلہ مڈگو سرکل نظام آباد تحریر کرتے ہیں کہ مورخہ 07-10-2 خدام الاحمدیہ کے تحت مکرم بشیر احمد صاحب کی زیر صدارت تربیتی جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد خاکسار نے قرآن مجید کی برکات پر روشنی ڈالی۔ اسی طرح دوسرا جلسہ مورخہ 07-10-10 مکرم نعیم احمد جانی قائد مجلس نلہ مڈگو کے زیر صدارت منعقد کیا گیا جس میں خاکسار نے لیلۃ القدر اوراس کی برکت پر روشنی ڈالی۔ قائد صاحب کے صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام کو پہنچا۔

مجلس خدام الاحمدیه بنگلور: مکرم طاہر احمد معتمد مجلس خدام الاحمدیہ بنگلور تحریر کرتے ہیں کہ مورخہ 07-11-04 کومجلس خدام الاحمدیہ بنگلور نے محترم امیر صاحب بنگلور کی نگرانی میں ایک خدمت خلق کا پروگرام ترتیب دیا۔مبلغ-/20,000 روپے کی ضروری اشیاء خرید کر کے انات آشرم میں تقسیم کی گئیں۔

مجلس خدام الاحمدیه بڈھانوں(راجوری): مختار احمد قائد مجلس بڈھانو تحریر کرتے ہیں کہ 07-12-12 کو خدام نے وقار عمل کر کے مسجد کے نزدیک تعمیر ہونے والے جماعتی کوارٹر کے لئے ریت وبجری اکٹھا کرنے کا مسلسل چار گھنٹے کام کیا۔ جملہ قارئین کرام سے اس تعمیری کام کو احسن رنگ میں تکمیل تک پہچانے کی توفیق پانے کے لئے درخواست دعا ہے۔

مجلس خدام الاحمدیه آندھرا پردیش: مکرم تنویر احمد صاحب صوبائی قائد آندھرا پردیش رپورٹ بھجواتے ہیں کہ الحمدللہ خاکسار کو اپنی مجلس عاملہ کے ساتھ گذشتہ سال کی طرح امسال بھی غریب نومبائعین احمدی بھائیوں میں عیدالاضحیٰ منانے کی توفیق ملی۔ قافلہ طے شدہ پروگرام کے مطابق مورخہ 21ردسمبر 2007ءکوسرکل نظام آباد کی ایک مجلس نندی واڈہ میں عید منانے کے لئے روانہ ہوا۔ جہاں نومبائعین بھائیوں نے بہت خوشی کا اظہار فرمایا۔ ممبران علاقائی مجلس عاملہ واراکین مجلس حیدرآباد نے دس بقرے قربانی کے لئے پیش کئے۔ قارئین مشکوٰۃ سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کوغریبوں کے دکھ درد بانٹنے اور بہتر سے بہتر خدمت خلق کا جذبہ اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وصایا: منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیّت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ھذٰ کو مطلع کریں۔ (سیکریٹری بہشتی مقبرہ)

وصیت 16641:: میں پی کے نوشاد ولد پی کے عبدالرزاق قوم احمدی پیشہ مزدوری عمر 23 سال تاریخ بیعت 2003ء ساکن کالیکٹ ڈاکخانہ گلائی ضلع کالیکٹ صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 06-6-12 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز مزدوری ماہانہ 3000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ ٹی احمد سعید العبد پی کے نوشاد گواہ کے عبدالرزاق

وصیت 16642:: میں کے پی عبدالشکور ولد کے پی محمد قاسم قوم احمدی پیشہ ڈرائیور عمر 46 سال پیدائشی احمدی ساکن کالیکٹ ڈاکخانہ نارتھ بے پور ضلع کالیکٹ صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 06-6-4 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ حسب ذیل ہے۔ سوا 16 سینٹ زمین بمقام ماتوٹم جس میں ایک گھر اور چار فلیٹ ہیں جن کی موجودہ قیمت انداز ااس وقت پندرہ لاکھ روپے ہوگی۔ منقولہ جائیداد: ایک عدد موٹر سائیکل 2000 ماڈل ہیرو ہانڈا جس کی موجودہ قیمت اندازاً 10000 روپئے ہوگی۔ میرا گزارہ آمداز ملازمت ماہانہ 8000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ ٹی احمد سعید العبد کے پی عبدالشکور گواہ ایم کے محمد اشرف

وصیت 16643:: میں سی بشریٰ بیگم زوجہ سی جی کمال الدین قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر 40 سال پیدائشی احمدی ساکن کالیکٹ ڈاکخانہ نارتھ بے پور ضلع کالیکٹ صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 06-6-25 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ منقولہ جائیداد زیورات طلائی چوڑیاں 3 عدد 38 گرام ہار دو عدد 26 گرام، انگوٹھی ایک عدد 4 گرام، بالیاں ایک جوڑی 12 گرام۔ کل 80 گرام جس کی موجودہ قیمت اس وقت اندازاً 70000 روپئے ہوگی۔ حق مہر 10000 روپئے خاوند سے وصول ہو چکا ہے۔ میرا گزارہ آمداز خورونوش ماہانہ 300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ سی جی کمال الدین الامۃ سی بشریٰ بیگم گواہ سی حمزہ کویا

وصیت 16644:: میں ایس وی محمد ساجد ولد اے پی عبدالمجید قوم احمدی پیشہ تجارت عمر 30 سال پیدائشی احمدی ساکن کالیکٹ ڈاکخانہ اراکینر ضلع کالیکٹ صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 06-7-15 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز تجارت ماہانہ 1500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ ٹی احمدی سعید العبد ایس وی محمد ساجد گواہ ایم پی عبداللطیف

وصیت 16645:: میں فوزیہ ایس زوجہ انور صاحب قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر 27 سال پیدائشی احمدی ساکن بنگلور ڈاکخانہ بنگلور ضلع بنگلور صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش وحواس

بلا جبر واکراہ آج مورخہ 06-7-11 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔حق مہر 120 گرام زیور طلائی تھا جس کو فروخت کر کے اور مزید رقم ملا کر بنگلور میں ایک فلیٹ خریدا ہے جو خاوند کے ساتھ مشترکہ ہے اس فلیٹ کی موجودہ اندازاً قیمت تیس لاکھ روپئے ہے۔2 مزید زیور طلائی 120 گرام ہے۔جس میں سے 24 گرام 22 کیرٹ کا ہے جو ایک چوڑی ہے اور باقی 96 گرام زیور طلائی 21 کیرٹ کا ہے جس میں دو ہار ایک سیٹ پازیب 6 انگوٹھیاں پانچ سیٹ کانٹے شامل ہیں۔اندازاً قیمت 24 گرام 22 کیرٹ 21120 روپئے۔96 گرام 21 کیرٹ قیمت 57600 روپئے۔فلیٹ کا رقبہ 1225 سکوائر فٹ ہے۔یہ فلیٹ میرا ہے اور نصف میرے خاوند مکرم انور صاحب کا ہے۔نقد رقم 110000 روپئے ہے۔میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہانہ 4000 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت جولائی ۲۰۰۶ء سے نافذ کی جائے۔

گواہ انور الامۃ فوزیہ ایس گواہ اے شمس الدین

وصیت 16646:: میں برکت اللہ احمدی ولد محمد صبغۃ اللہ احمدی مرحوم قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر 45 سال پیدائشی احمدی ساکن بنگلور ڈاکخانہ رچمنڈ ٹاؤن میوزیم روڈ ضلع بنگلور صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ یکم اپریل 2006ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ حسب ذیل ہے۔آبائی جائیداد کے طور پر: رہائشی مکان فلیٹ نمبر۳۔فلیٹ نمبر 9۔فلیٹ نمبر 15۔دارالسلام نمبر 26 الفریڈ اسٹریٹ رچمنڈ ٹاؤن بنگلور 560025۔قیمت اندازاً 4000000 روپئے۔ایک فلیٹ نمبر 9 رہن پر 350000 روپئے۔ایک فلیٹ نمبر 15 کرایہ پر ہے ماہانہ آمد 7000 روپئے۔ربر مشین جو کرایہ پر دی ہے۔آمد ماہانہ 7000 روپئے اور اس کی قیمت اندازاً 100000 روپئے ہے۔میرا گزارہ آمد از جائیداد، ملازمت ماہانہ 14000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت اپریل 2006ء سے نافذ کی جائے۔

گواہ ظفر احمدی العبد محمد برکت اللہ احمدی گواہ جاوید اقبال اختر چیمہ

وصیت 16647:: میں ذکیہ فرحت زوجہ محمد برکت اللہ احمدی قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 36 سال پیدائشی احمدی ساکن رچمنڈ ٹاؤن ڈاکخانہ رچمنڈ ٹاؤن ضلع بنگلور صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 06-4-1 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔حق مہر پندرہ ہزار روپئے وصول شد۔طلائی زیور نکلس ۲ عدد ۲۲ کیرٹ وزن 56.440 گرام۔انگوٹھیاں 3 عدد 22 کیرٹ 2.680 گرام، بالیاں ایک جوڑی 6 گرام، لاکٹ ایک عدد 10 گرام۔کل وزن 79.670 گرام قیمت اندازاً 63736 روپئے۔میرا گزارہ آمد از خورونوش ماہانہ 500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت اپریل 06 سے نافذ کی جائے۔

گواہ محمد برکت اللہ احمد الامۃ ذکیہ فرحت گواہ جاوید اقبال اختر چیمہ

وصیت 16648:: میں طارق احمد گلبرگی مبلغ سلسلہ ولد محمود احمد گلبرگی قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر 27 سال پیدائشی احمدی ساکن بنگلور ڈاکخانہ بنگلور ضلع بنگلور صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 06-7-17 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔والدین اللہ تعالیٰ کے فضل سے حیات ہیں۔میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہانہ 3731 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ

قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت اگست ۲۰۰۲ء سے نافذ کی جائے۔

گواہ محمد کلیم خان العبد طارق احمد گلبرگی گواہ جاوید اقبال اختر چیمہ

وصیت 16649:: میں مبارکہ نسرین زوجہ طارق احمد گلبرگی قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر 23 سال پیدائشی احمدی ساکن بنگلور ڈاکخانہ بنگلور ضلع بنگلور صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 06-7-17 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔حق مہر بذریعہ خاوند 12116 روپئے۔زیور طلائی 11 تولے 22 کیرٹ ہے اندازاً قیمت 88000 روپے ہے۔ان زیورات میں ایک کنگن ایک ہار دو چوڑیاں ایک لچھا ایک چین اور آٹھ انگوٹھیاں شامل ہیں۔زیور نقرئی دو پازیب اور ایک ہار 10 تولہ 1000 روپئے۔ میرا گزارہ آمداز خورد ونوش ماہانہ 300 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت اگست 06 سے نافذ کی جائے۔

گواہ طارق احمد الامۃ مبارکہ نسرین گواہ محمد کلیم خان

وصیت 16650:: میں نور الحق ہوڈری ولد مولوی نذیر احمد ہوڈری قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 44 سال پیدائشی احمدی ساکن مسلم پورہ ڈاکخانہ یادگیر ضلع گلبرگہ صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 06-7-18 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ حسب ذیل ہے۔ایک رہائشی مکان آبائی مشترکہ سات بھائی اور چار بہنیں۔رقبہ 3207 مربع فٹ مسلم پورہ یادگیر قیمت اندازاً 430000 نمبر 1/1/60۔ایک دکان گاندھی چوک یادگیر رقبہ 12x22 فٹ مشترکہ 7 بھائی ہیں۔قیمت اندازاً 700000 روپئے نمبر 3/6/183۔کاروبار میں بھی تمام بھائی حصہ دار ہیں۔میرا گزارہ آمداز تجارت ماہانہ 2500 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ محمد سلیم العبد نور الحق ہوڈری گواہ ظہور احمد خان

وصیت نمبر:16651 میں محمد عارف اللہ ولد مکرم محمد ظفر اللہ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن لانگ فورڈ ٹاؤن ڈاکخانہ شانتی نگر ضلع بنگلور صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 16.7.2006 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔میرا گزارہ آمداز تجارت ماہانہ 7000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت 1.7.06 سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد انور احمد العبد: محمد عارف اللہ گواہ: طارق احمد گلبرگی

وصیت نمبر:16652 میں سارہ کویا زوجہ کے بی کویا قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 44 سال تاریخ بیعت 1993ء ساکن کوچین ڈاکخانہ فورٹ کوچین ضلع ارناکلم صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 16.7.2006 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔اس وقت میری کل غیر منقولہ جائیداد کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔حق مہر 6 گرام سونا بذمہ خاوند 22 کیریٹ۔کان کی بالیاں ایک جوڑی 6 گرام۔انگوٹھی ایک عدد دو گرام۔ہار ایک عدد 8 گرام ،کل 40 گرام 22 کیریٹ جس کی موجودہ قیمت 28000 روپے ہے۔میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہانہ 300 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد

پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کوادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ : ٹی محمد منزل الامۃ: سارہ کویا
گواہ: کے پی کویا

وصیت نمبر:16653 میں شیخ ناصر احمد ابن شیخ فاروق قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 27 سال پیدائشی احمدی ساکن کرڈاپلی ڈاکخانہ نگر یا ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 17.7.06 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز ملازمت ماہانہ 3364 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کوادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ : مولوی حلیم احمد العبد: شیخ ناصر احمد گواہ: شیخ مامون

وصیت نمبر:16654 میں ایم میمونہ بیوہ سی ایچ عبدالرحمٰن مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 49 سال پیدائشی احمدی ساکن پتھہ پریم ڈاکخانہ پتھہ پریم ضلع ملہ پورم صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 2.6.2006 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کل غیر منقولہ جائیداد کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ زیور طلائی ہار 18 گرام اور طلائی بالیاں 2 گرام کل بیس گرام جس کی موجودہ قیمت 18000 ہزار روپے ہے۔ میں اپنا حق مہر جو کہ ایک صد روپیہ ہے لے چکی ہوں۔ میرا گذارہ آمداز پینشن شوہر 1168 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کوادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ : سی ایچ محمد صالح الامۃ: ایم میمونہ گواہ : پی عبدالناصر

وصیت نمبر:16655 میں وسیم احمد شریف ولد مکرم عبدالحمید شریف صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ڈرائیور عمر 42 سال پیدائشی احمدی ساکن آزاد روڈ ڈاکخانہ ساگر ضلع شموگہ صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 22.6.2006 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز ملازمت ماہانہ 3000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کوادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ : ندیم احمد شریف العبد: وسیم احمد شریف گواہ: محمد انور احمد

وصیت نمبر:16656 میں شیخ عبدالرحمٰن ولد شیخ عبدالحلیم صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 29 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 5.8.2006 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے میرا گزارہ آمداز تجارت ماہانہ 3500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کوادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت یکم اگست 2006 سے نافذ کی جائے۔
گواہ : محمد طاہر غالب العبد: شیخ عبدالرحمٰن گواہ: ارشد علی صدیقی

وصیت نمبر:16657 مَیں رضوان احمد کاٹھات معلم وقف جدید ولد ظفر کاٹھات قوم احمدی مسلمان پیشہ خدمت سلسلہ عمر 21 سال تاریخ بیعت 2000 ساکن تاج پورہ راجستھان ڈاکخانہ برائٹہ خورد ضلع پالی صوبہ راجستھان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 10.6.2006 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے میرا گزارہ آمد از تجارت ماہانہ 2802 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت یکم جون 2006 سے نافذ کی جائے۔

گواہ : انعام الحق قریشی العبد: رضوان احمد کاٹھات گواہ: سکندر خان کاٹھات

وصیت نمبر:16658 مَیں محمد انور حسین معلم ولد محمد اشوک علی قوم احمدی مسلمان پیشہ معلم سلسلہ عمر 22 سال پیدائشی احمدی ساکن نزار بھیٹا ڈاکخانہ نزار بھیٹا ضلع بون گائی گاؤں صوبہ آسام بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 9.7.2006 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے والد صاحب حیات سے ہیں جائیداد ان کے نام ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہانہ 3310 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت یکم جون 2006 سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد حسن علی العبد: محمد انور حسین معلم گواہ: سید شکر اللہ مبلغ سلسلہ

NAVED SAIGAL
+91 9885560884
Tel : +91-40-39108888, (5 Lines)
e-mail : info@prosperoverseas.com
(HYDERABAD OFFICE)

ASIF SAIGAL
+91 9830960492 ,+91 98301 30491
Tel : +91-33-22128310, 32998310
e-mail : kolkata_prosperoverseas@rediffmail.com
(KOLKATA OFFICE)

STUDY ABROAD

* UK * IRELAND * FRANCE * USA *
* AUSTRALIA * NEW ZEALAND *
* MALAYSIA * SWITZERLAND * CYPRUS *
* SINGAPORE * CHINA(MBBS) AND MANY MORE
FREE EDUCATION ALSO AVAILABLE

* Study Abroad At Indian Cost (Any Course)
* Comprehensive Free Counseling
* Educational Loan Assistance
* VISA Assistance
* Travel And Foreign Exchange Arrangements
* Part Time Job/ Internship available

Your Search For The Best End At......

PROSPER OVERSEAS
We Build Your Career

PROSPER CONSULTANTS
www. prosperoverseas.com

For Placement Enquiries Visit: **www.prosperconsultants.in**

Kashmiri people.

Building the Town of Rabwah from the Scratch

After the partition of India and the creation of Pakistan, when the Ahmadi migrants from various parts of India reached the nascent state of Pakistan, they were a weary multitude of plundered and destitute people like many others. Hadrat Musleh Mau'ud (ra) acted with remarkable agility to lay the foundation of a settlement of the Ahmadi workforce and its life-devotees in the service of Islam on a purchased piece of barren land that had not had any human settlement over a long stretch of history. Then, under his revolutionary leadership and guidance, the town of Rabwah emerged which, over time has seen the building of schools, colleges, various departments of Jama'at that carry on their assigned duties in the conduct of an international missionary outreach programs. Many non-Ahmadi Muslims have pointed to Rabwah as a model achievement for the other people of Pakistan, even the government of Pakistan to emulate. Needless to say that even now, some sixty years later, Rabwah still stands as a unique achievement of the extraordinary resolve and organizational genius of Hadrat Musleh Mau'ud (ra) and the sterling sacrifices of numerous Ahmadi Muslims under his inspiring leadership as Hadrat Khalifatul Masih II. (Ahmadiyya Gazette, London Jan.-Feb.. 2007.Origanaly published in urdu in Al- Furqan)

wrote in its issue of December 2, 1930, about Hadrat Musleh Mau'ud (ra):

His political acumen is known to the society at large. He rendered very laudable services of the Muslims in gathering them around one banner in opposition to the Nehru Report, presenting the Muslim viewpoint in front of the Simon Commission, and writing many books on the them of the rights of Muslims.

Movement for Independence of Kashmir

Notable leaders of the Indian Sub-continent, including some Kashmiri leaders, had a meeting in Simla on August 25, 1931, and formulated an organization named the All India Kashmir Committee. Dr. Allama Sir Muhammad Iqbal and Khawaja Hassan Nizami both insistently requested Hadrat Musleh Mau'ud to accept the position of the president of the All India Kashmir Committee. He accepted it in the large interest of the Muslims. Then, Hadrat Musleh Mau'ud led the movement with such intelligence, vigor, and persistence that the Maharajah of Kashmir had to accede to all the demands put forth by the Muslims through the All India Kashmir Committee. This was a great victory. In addition to winning most of the fundamental rights, including the freedom of written and spoken expression of their opinion, the Kashmiris won the right to elect a constituent assembly, and the way to achieving further rights was paved.

The government of Liberated Jammu and Kashmir that took oath of office on 4th October, 1947, was formed under Hadrat Musleh Mau'ud's advice. Muslim press has acknowledged, on many occasions, his critically important contribution in giving impetus to the movement for achieving basic political rights and freedoms for the oppressed

I have been granted such aspects of the knowledge of the Holy Qur'an that any person who may be scholar of any branch of knowledge and may belong to any religion whatsoever, may raise any objection whatsoever to the Holy Qur'an by the grace of Allah, I will furnish its reply from within the Holy Qur'an itself ! I have issued challenges to the world on numerous occasions saying : Complete with me in writing the verities of the Holy Qur'an - although I am not a Prophet - but, nobody came forward for that... My challenge and claim is that will present those profound points of knowledge (of the Holy Qur'an) that are new.

Guidance on Political Issues

Allah the Exalted had given Hadrat Musleh Mau'ud (ra) a large share of the knowledge of secular branches of knowledge. Thus, he piloted the Muslims in complex political issues and offered extremely valuable guidance that was acknowledged by even those who were the adversaries of Ahmadiyyat. Numerous such instances of providing guidance in politically charged issues, with far-reaching consequences for the social life of Muslims included:

The incident at the Kanpur Mosque; incident of blasphemy and the national laws; the movement of political emancipation and independence; empathy towards the Turks; Migration Movement; Non-cooperation Movement; Shuddhi Movement of Malkaana; etc. etc.

He laid the foundation of the two Nation Theory" by writing treatise that was a political analysis and commentary of the nouns Nehru Report. This Two Nation Theory, ultimately became the foundation for the creation of Pakistan. The editor of the daily Siyasat, Lahore

preaching centers are equal to those of the Christian organizations - in terms of knowledge and practical initiatives - but, in terms of favorable outcomes and success, Christian missionaries have no comparison with the Ahmadis. Qadiani people are manifold more successful in their preaching ventures, because they possess the verities of Islam and its wisdom... anyone who will study their astonishing feats will necessarily be bewildered as to how is it that such a tiny Jama'at has performed such a large-scale Jihad, which even millions of Muslims (by comparison) could not accomplish.

Thus, the fervently expressed wish in respect of the large-scale propagation of Islam - rooted in firm resolve and coordinated actions of Hadrat Musleh Mau'ud (ra) was indeed fulfilled with great accuracy and grandeur. Alhamdolillah.

Knowledge of the Holy Qur'an

Hadrat Musleh Mau'ud (ra) has written that :

There are hundreds or even thousands of pieces of knowledge of the Holy Qur'an that Allah the Exalted had taught me, out of His special blessing, through His revelation to me.

He wrote further :

There are a variety of disciplines of knowledge that I have learned from the angles. On one occasion an angel taught me the exegesis of Surah Al-Faatihah. From that moment onward, the myriad of meanings of Surah Al-Faatihah that has dawned on me is limitless.

He issued challenges to all the Muslim Scholars, Throughout the world-as a demonstration of a Sign from God and thus offered them an opportunity to ascertain his truth. But nobody ever took up these challenges. While speaking in Lyallpur, on 18 April 1934, he said :

Razakaar, Lahore wrote in its issue of 1st May 1960, quoting from a news-brief entitled, "Propagation of Islam in Africa", sent by Hafeez Malik, a news correspondent of the Daily Newa-e-Waqt :

In his news brief, Hafeez Malik has presented an analysis of the proselytizing activities of the Ahmadi missionaries, Vis-à-vis the Christian missionaries. He has explained how valiantly the Ahmadi missionaries are countering the Christian missionaries and converting hundreds of thousands of Africans to Ahmadi faith. Despite having a religious difference of opinion with Ahmadis, Hafeez Malik has commended the preaching activities of Ahmadis and paid them a tribute.

Similarly, despite being an inveterate adversary of Ahmadiyyat, Maulawi Zafar Ali Khan wrote, in 1932, regarding the development of Ahmadiyya Muslim Jama'at :

This has now grown into a sturdy tree, whose branches seem to be extending into China, on one hand and into Europe, on the other.

An Egyptian newspaper, Al-Fath, published from Cairo, that had a very strong anti-Ahmadi stance, admitted in its editorial of the issue of 2 Jamadius Sani, 1351 Hijra, that:

On careful observation, I found the Qadiani Movement to be astonishing. They have given expression to their message by spoken as well as written word in different languages of the world. They have spent a great deal of money to strengthen their message in countries of the Eastern as well as Western Hemisphere. These people have formed themselves into various organizations and launched a very potent attack that has resulted in the establishment of their preaching centers in the continents of Asia, Europe, America, and Africa. Although their

and Imam Mahdi (as). His reign of Khilafat, as Hadrat Khalifatul Masih II, was spread over the extensive and very eventful period of 1914 to 1965, a span of a little more than a half-century. He passed away on the night of 7 November (past midnight at about 2:30 a.m.) 1965.

His remarkable achievements are not a few; these run into hundreds, in fact thousands. In this short article, I will briefly recount just a few of them;

Propagation of Islam

One of his great achievements was to establish, on a sound footing, a strong network, within Pakistan as well as internationally, for the ongoing propagation of Ahmadiyyat the True Islam. As soon as he was elected Khalifatul Masih II, he proclaimed that his first and foremost initiative would be to propagate Islam. He expressed his wish as follows:

I earnestly wish that, before I die, I will be able to witness the truth of Ahmadiyyat sparkling bright (even) in the far-flung areas of the world. And this is not beyond the realm of reality for Allah (to bring aobut).

He further stated :

In order to complete this Divine design, Allah the Exalted has now instilled this task in my heart that I must now unleash a special endeavor for propagation of Islam and Ahmadiyyat.

For launching this campaign in an organized way, he established Nazrat Da'wat-o Tabligh (Department of Preaching and Disseminating the Message of Islam) in 1919, and also founded the Anjuman Taraqqi-e-Islam (Organization for the Advancement of Islam) and established Ahmadiyya Muslim Foreign Missions for propagation of Islam and Ahmadiyyat in numerous regions of the world.

A Shia weekly newspaper,

further says that such being the case he has decided that he will not put down his pen till all the hurdles have been removed. The blessings of God that are being showered on him like a heavy rain make him believe that he will be successful and God will not let his efforts go to waste. Then he talks of some of the books that he intends to write after the present volume.

(to be continued...........)

Great Accomplishments ofHadratMusleh Mau'ud(ra)

(Maulana Jalalud Din Shams)

Hadrat Mirza Bashirud Din Mahmood Ahmad (ra) was the oldest son of Hadrat Mirza Ghulam Ahmad Qadiani, the Promised Messiah and Imam Mahdi (as). A divinely revealed prophecy narrates numerous attributes of the Promised Son and Promised Reformer, who was divinely destined to advance the mission of the Promised Messiah (as) by leaps and bounds.

He was born on 12 January, 1889. His birth was foretold in ancient scriptures in relation to the advent of the Promised Messiah

repeats his demand that they should show heavenly signs as he was claiming to show.

He calls upon the generality of the people, especially those who are seekers after truth and who realise that God will question them-that they should not follow the Maulvis of this age without making a thorough research. The Holy Prophet, peace and blessings of Allah be upon him, has also warned the people against the Maulvis of the latter days. He appeals to them that clearing their minds of all the preconceived ideas they should pray to God-he specifies a method of prayer by saying that two Rakaat prayers should be offered, reciting Sura Yasin in the first Rakaat and Sura Ikhlas (twenty-one times) in the second Rakaat and Allahumma salli, three hundred times and Istighfar three hundred times. They should pray to God that He may let them know the truth of his claim.

He closes the book with an announcement that he would like to make an arrangement for the preaching of Islam in the Indian sub-continent.

Before this announcement Hazrat Ahmad appeals to those who are in a position to help the religion. He says that he is very grateful to his friends who are doing all they can to help the cause of religion but things have taken a new turn and more help is needed. This new turn, Ahmad says, is that even those who call themselves Muslims have started a wave of opposition, so much so that they do not let the people read his books. He expresses confidence in the fact that if the Jamaat does not become slack in its efforts, all these hurdles will soon be removed.

Hazrat Ahmad says that it has now become incumbent upon him to spare no efforts to reform the people within and without. He

Promised Messiah would get an illustrious son-it draws the attention of the reader very conspicuously to the Hadith of the Holy Prophet, peace and blessings of Allah be upon him, to the effect that the Promised Messiah would be married and get a son. Hazrat Ahmad quotes all the couplets of the poem composed by Nimatullah and gives a comprehensive explanation of all of them.

After quoting this prophecy, Hazrat Ahmad, refers to the Hadith of the Holy Prophet, peace and blessings of Allah be upon him, to the effect that God would raise a Mujaddid (one who revives) for the Muslims to revive their religion at the head of every century and he remarks that it is .mentioned in the books of Hadith that when the Promised Messiah appears, the Ulema will oppose him tooth and nail and dub him a kafir. Next, Hazrat Ahmad gives the statement of Karim Bakhsh Jamalpuri who says that he is doing so out of sympathy for his Muslim brothers. In ,this statement, Karim Bakhsh says that Ghulab Shah said it three times that the name of the Promised Messiah was Ghulam Ahmad and that the Messiah who was the son of Mary had died and he was therefore not coming back. Ghulab Shah also told him that (Hazrat) Ghulam Ahmad was to come in Qadian, i.e. he was to be born there.

After the statement of Karim Bakhsh, Hazrat Ahmad takes up the criticism levied by Maulvi Mohammad Hussain of Batala against his book entitled Aasmani Faisla. He explains his claim and tells his reader that the Batalvi and his master-Sayed Nazir Hussain-are trying to mislead the people by accusing him of things which he has never uttered. He says the reason why they are doing so is that their hearts have been hardened. He

insight into the secrets of the word of God, the Holy Quran.

Having mentioned these signs of the true and perfect believers, Hazrat Ahmad says that he is prepared heart and soul to prove as against Maulvi Nazir Hussain and others that these things are to be found in him while they are devoid of these things. He gives some detailed explanation as to how these proofs could be supplied. It was like a duel that he wanted to hold.

The book closes with a notification to the effect that the Annual Conference be held every year on 27th to 29th December. This notification was issued on the 30th December 1891 and Hazrat Ahmad says that his followers 'should meet on 27th December of next year-and they should meet for three days. As for the meeting, he says that his followers should get together to be in his company, to listen to spiritual talks and to join in collective prayers.

Nishan-i-Aasmani Shahadatul Mulhimin

(THE HEAVENLY SIGN)

Nishan-i-Aasmani (the second title being the testimony of those who are the recipients of Revelation from God), published in 1892, contains the witnesses of the godly persons in favour of the claim of Hazrat Ahmad to be the Promised Messiah and Mahdi. One of these divine persons was Ghulab Shah. Hazrat Ahmad says that Ghulab Shah had died some thirty years ago. Mian Karim Bakhsh was the one who was told by Ghulab Shah about the appearance of the Mahdi. Though mention had been made of it in Izalai Auham, this book contains more details.

The other prophecy was made by Nimatullah who was a greatly revered godly person and the prophecy made by him is contained in a poem which he composed in the Persian language. His prophecy makes mention of the name of the Promised Messiah as Ahmad and also points to the fact that the

and to all those who think in the like manner, be they Maulvis, Mystics (Sufis) or the Pirs (religious leaders), to a Divine Decision and it also shows the truth about their previous discussions. Hazrat Ahmad says that these are the people who have dubbed him a Kafir (non-believer), Dajjal, liar, irreligious, faithless, the accursed and far away from the men of God.

At the very outset, Hazrat Ahmad, addressing Maulvi Nazir Hussain, reminds him that he also is not free from the Fatwas of Kufr and in fact he is considered to be the greatest of the kafirs. Just as the truthful and the righteous Muslims are anxious to bring the people into the fold of Islam, so is the Maulvi Nazir Hussain anxious to see that somehow or other somebody from among the Muslims is dubbed as a kafir.

Hazrat Ahmad refers to his books Brahin-i-Ahmadiyya and Surma Chashm Arya and says that anybody who would read these books would certainly be convinced that the writer is a great champion of Islam and is greatly interested in establishing the grandeur of the Holy Prophet, peace and blessings of Allah be upon him, in the hearts of the people. Despite this fact, Mian Nazir Hussain and his pupil of Batala have taken no time in calling him a kafir and that shows lack of patience on their part. He invites them to heavenly signs and says that God has promised four kinds of divine help for the true and perfect believers and these four kinds are the surest signs for the distinction of perfect believers:

1. The perfect believers receive good news before the happenings actually take place-and these good news are connected with the believers and their relatives and friends.

2. The perfect believers are given information about what has to happen in future-near or distant-connected with some of the great figures in the world or national and international affairs.

3. The prayers of the perfect believers are heard and accepted and they are pre-informed of the acceptance of their prayer.

4. The perfect believers are given

Introduction of the books of the promised Messiah

By Nasim Saifi (part 5)

Delhi Debate

The Delhi Debate took place between Hazrat Ahmad and Maulvi Mohammad Bashir Bhopali in October 1891.

When the Ludhiana Debate did not prove fruitful from the point of view that Maulvi Mohammad Hussain did not touch upon the real topic of the debate the death of Jesus Christ-Hazrat Ahmad addressed Rashid Ahmad Gangohi, Maulvi Sayed Nazir Hussain, and Maulvi Abdul Haq and in fact he issued a poster on 2nd October 1891. He was then in Delhi. In this poster he made mention of his beliefs and stated his claim along with the assertion that Jesus had died a natural death. He called upon Maulvi Sayed Nazir Hussain and Maulvi Abdul Haq (both of them Maulvis of the top rank) to get the issues clarified. The proposal did not materialise in the real sense of the word. Of course, one Maulvi Mohammad Bashir came forward for a debate on the life or death of Jesus.

Maulvi Mohammad Bashir quoted four verses from the Holy Quran to show that Jesus was still alive but based his claim on just one of them which he said was basic in this issue.

In the course Of the debate, Hazrat Ahmad explained at length that Jesus Christ could not be living and that he actually was not living; he had died a natural death. He stressed the point that Jesus, having died, his coming back could never mean that it was he himself who had to come for the reformation of the world-especially the Muslims.

Aasmani Faisla

(THE DIVINE DECISION)

This book was published in December 1892. As the title of the book shows it is a sort of invitation to Mian (Maulvi) Nazir Hussain of Delhi and his pupil of Batala (Maulvi Mohammad Hussain)

قادیان میں حکومتِ ہند کی طرف سے اقلیتی طبقہ کے لئے پندرہ نکاتی اسکیم کے تحت
منعقدہ کیمپ میں محترم ناظر صاحب اعلیٰ قادیان کو بحیثیت مہمانِ خصوصی مدعو کیا گیا

محترم ناظر صاحب اعلیٰ قادیان حکومت ہند کی طرف
سے منعقدہ عوامی بیداری مہم کیمپ کا جائزہ لیتے ہوئے

یوم مصلح موعودؓ کے موقعہ پر خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام قادیان میں مرکزی جلسہ منعقد کیا گیا

مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد تقریر فرماتے ہوئے۔ کرسی صدارت پر محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری
ناظر اعلیٰ قادیان واگلی نشست پر محترم حافظ صالح محمد الہ دین صدر صدر انجمن احمدیہ مہمان خصوصی تشریف فرما ہیں۔

یوم مصلح موعودؓ کے موقع پر مجلس کی طرف سے ایک نمائش کا اہتمام کیا گیا۔

نمائش کا منظر

نمائش کا منظر

ماہ فروری میں دہلی میں World book fair میں جماعت احمدیہ کی طرف سے اسٹال لگایا گیا
اس موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی کتاب الہام عقل علم اور سچائی پر بھی ایک نمائش لگائی گئی

Registered with Registrar of NEWS Papers of India at No.38951/82 Postal Registration No: Pb L/P/ GDP-18/07

Vol: 27 Jan-Feb 2008 Issue No.1

Monthly

MISHKAT

Qadian

Majlis Khuddamul Ahmadiyya Bharat Qadian

Editor: Ataul Mujeeb Lone Ph: (91)1872-220139 Fax: 220105 Rs. 10/-

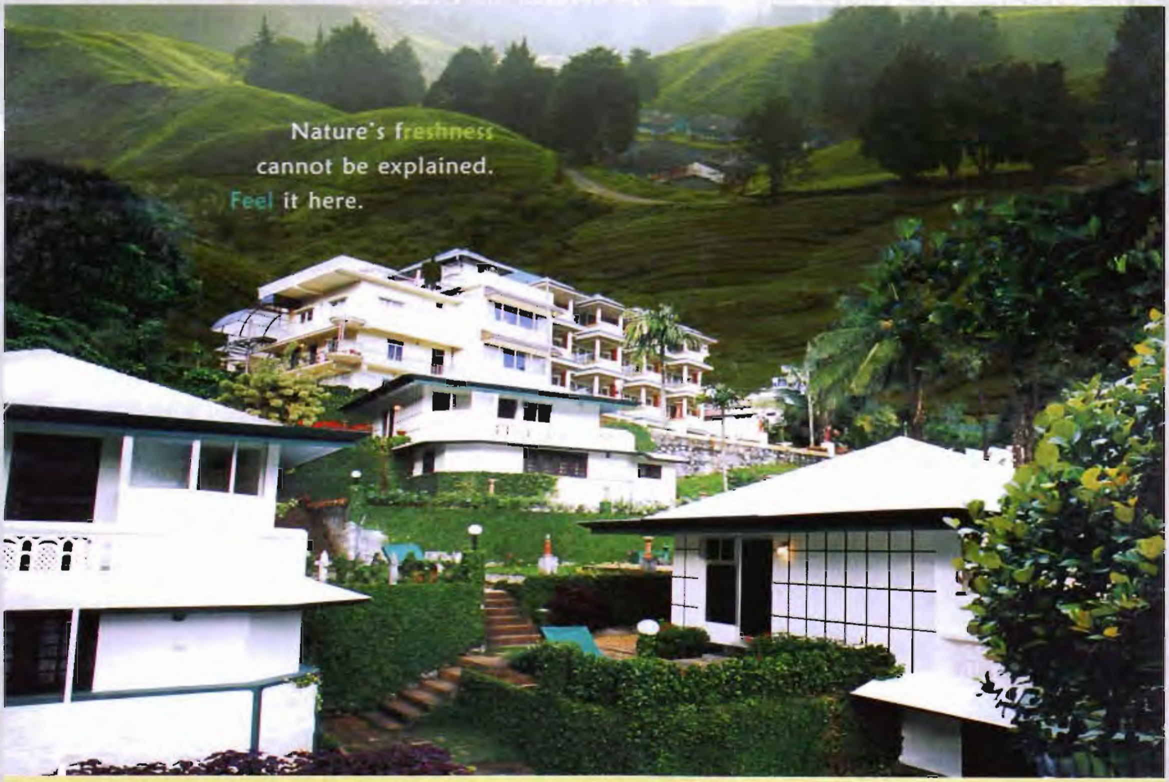

Facilities:

- Laundry Service
- Hot and cold running water
- Doctor on call
- Conference hall
- Credit card facilities
- Travel assistance
- Foreign Exchange

Igloo nature resort

Igloo nature resort
Chithirapuram, Munnar 685 565. Kerala
Tel: +91 4865 263207, 263029 Fax : 263048
e-mail: info@igloomunnar.com
website: www.igloomunnar.com